عالمِ اسلام
کی
اقتصادی وسیاسی صورتِ حال

اسرار عالم

عالمِ اسلام کی اقتصادی و سیاسی صورتِ حال

اسرار عالم

اسلامک فقہ اکیڈمی، نئی دہلی
(انڈیا)

Copyrighted material

0260
9.3.2
891

عالم اسلام

کی اقتصادی اور سیاسی صورت حال

① اس عنوان پر اس اعتبار سے گفتگو کی گئی ہے اور مسائل کا اس طرح احصاء کیا گیا ہے کہ حاضرین کرام ان امور سے واقف ہیں جن کا تذکرہ دو مضامین "عالم اسلام کی صورتحال اور اسلام مخالف عالمی ایجنسیاں" میں کیا گیا ہے۔

② آئندہ بحث میں اصل توجہ اقتصادی صورتحال پر دی گئی ہے اور اقتصادی امور کے ذیل میں سیاسی مباحث زیر بحث لائے گئے ہیں۔

③ جہاں سیاسی تجزیہ کیا گیا ہے وہ اکثر بیشتر گذشتہ دو سالوں کے حالات و واقعات پر مبنی ہے۔

④ زیر نظر مضمون میں مغرب سے عام طور پر وہ قوت مراد ہے جو دراصل یہودیوں کے ہاتھوں میں ہے۔

تمہید: مسلمانوں کی آبادی تقریباً ایک ارب بیس کروڑ کی ہے جو دنیا کی ایک تہائی آبادی کے برابر ہے۔ مسلمان دنیا کے تمام براعظموں ایشیا، افریقہ، یورپ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا میں پائے جاتے ہیں۔ دنیا میں مسلمانوں کی آبادیاں چار قسموں کی ہیں۔

① وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے اور حکومت بھی مسلمانوں کی ہے۔

② وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے مگر حکومت نہیں۔

③ وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی آبادی اچھی خاصی ہے۔

عرض ناشر

۔۔۔ الفقہ الاسلامی الہند نے مدارس عربیہ دیوبند میں عصری علوم کے اجتماع کے ساتھ مدارس اسلامیہ کے منتخب علماء کے تربیتی کیمپس بھی مدارس میں منعقد کیے۔ جس میں مختلف علوم وفنون پر علماء کی نگرانی میں ممتاز اساتذہ کے علمی اور عملی کے کچھ پرس ہوتے۔

مدارس کے عمومی فائدے کے پیش نظر اکیڈمی نے ان کی اشاعت کا منصوبہ بنایا۔

امید ہے کہ اہل مدارس علماء درسیات پر محنت و توجہ کے ساتھ ساتھ عصری علوم وفنون کے ابتدائیات سے بھی واقف ہونے کی کوشش کریں گے۔

والسلام

⑦ وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی آبادی تھوڑی ہے۔

مُسلم ممالک : دنیا میں آزاد مسلم ملکوں کی کل تعداد تقریباً ۵۲ ہے۔ جو تین براعظموں — ایشیا، افریقہ اور یورپ میں پھیلے ہوئے ہیں۔

عالم اسلام کا محل وقوع انسانی تاریخ کا عجیب وغریب پہلو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو مستجاب اور مجتبیٰ اس اعتبار سے بھی بنایا ہے کہ دنیا کی وہ تمام قوتیں جو سربلندی کے لئے ضروری ہوتی ہیں اس اُمت کو عطا فرمائی ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو عالم اسباب میں چھ نادر چیزیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ چھ چیزیں صرف وہ ہیں جن کا تعلق نسل، مستقر اور متاع سے ہے جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (البقرہ ۳۶)

Habitable ① پہلی نادر نعمت دارالاسلام (یہاں اس کا استعمال Muslim Heartland کے معنی میں ہوا ہے) کا محل وقوع ہے۔ یہ دارالاسلام ۱۰ ڈگری جنوبی عرض البلد سے لیکر تقریباً ۵۰ ڈگری شمال عرض البلد تک ہے۔ یہ پورا علاقہ تقریباً متصل حصار ارض ہے یہاں کا محل وقوع قابل آبادکاری Habitable ہے۔

Warm Water ② دوسری نادر نعمت بری وآبی گزرگاہوں کا علاقہ ہونا ہے۔ اس کا تعلق انسانی آبادی تاریخی عوامل، جغرافیائی حالات، موسم، اور دیگر تمام طبعی وغیر طبعی عوامل سے ہے گزشتہ ۴ سالوں کی ترقی کے پیش نظر یہی علاقہ گزرگاہوں اور نوافذ کا علاقہ بھی ہے۔ دنیا کی قدیم وجدید بری اور آبی راستے جو گرم پانی کا راستہ کہلاتے ہیں اسی علاقے میں ہیں۔

Resources ③ تیسری نادر نعمت مال ہے۔ مال سے مراد وہ تمام دولت اور پیداوار ہے جو یا زمین کی سطح پر ملتی ہے یا پانی کی سطح اور پانی کے اندر یا زمین کے اندر۔ پھر اس اموال میں انتہائی اہم توانائی کے ذخائر Reservior of Vital energies بھی شامل ہیں جن کی تین چوتھائی مقدار اسی علاقہ میں ہے۔

یہاں انسانی وسائل کی قلت نہیں ہوتی۔

Civilic Centre, ④ پانچویں نادر نعمت ان علاقوں کا تہذیبی علاقہ ہونا ہے۔ تاریخ انسانی کی تمام تہذیبیں اسی علاقے میں پھلی پھولیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ علاقہ ہمیشہ سے Habitable رہا ہے۔

Islam ⑤ اور چھٹی اور آخری نعمت نسل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام تاریخی نسلوں کو اسلام کے آغوش میں ڈال دیا ہے۔ اور بطور خاص ان نسلوں کو جو Inner Crescent ہلال اندرونی میں پائی جاتی ہیں۔

ان تمام نعمتوں کے باوجود آج ساری اسلامی دنیا اپنی تاریخ کے

حالات کی نزاکت : نازک ترین دور سے گزر رہی ہے۔ مذکورہ تمام چیزوں پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کفار اور مغرب غالب آچکے ہیں۔ ان امور سے انشاءاللہ آئندہ بحث کی جائے گی۔ اس وقت صرف اس بات کا بتانا مقصود ہے کہ ان تمام مواقع اور قوتوں سے بے دخلی کے بعد عالم اسلامی کو کن سنگین خطرات وہلاکات کا سامنا ہے۔ یہ خطرات وہلاکات کم از کم چار اقسام کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

مہلکات :

① مغرب نے عالم اسلام کی تمام آبی گزرگاہوں پر یا تو قبضہ کرلیا ہے یا ان پر اپنی بالادستی قائم کر رکھی ہے۔

② مغرب نے اپنی خانہ زاد ایجنسیوں مثلاً U.N.O. اور عمودی تفوق اور جبری اجارہ داری کا سہارا لیکر تمام گزرگاہوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

③ مغرب عمودی تفوق اور جبری اجارہ داری کا سہارا لیکر اس بات کی بھرپور کوشش کر رہا ہے کہ عالم اسلام آسمان میں اس کی اجارہ داری کا خاتمہ نہ کر سکے۔

④ مغرب اپنی خانہ زاد ایجنسیوں عمودی تفوق اور جبری اجارہ داری کا سہارا لیکر اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ عالم اسلامی کی تمام معدنیات پر اپنی اجارہ داری قائم رکھے۔

⑤ مذکورہ قوتوں کا سہارا لیکر تیسے حربوں سے جن کا ذکر انشاءاللہ بعد میں آئے گا) وہ

① اچھی جڑیوں کا استعمال کر کے عالم اسلام کے تمام انسانی وسائل کو اپنا غلام اور اپنی ملکیت بنانے کی تدبیر ہو رہی ہے۔

② بعض خصوصی تدابیر سے عالم اسلام میں پائے جانے والے تمام عقلی، ذہنی، اور فنی صلاحیتوں اور قوتوں پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لئے مغرب اسلام کا گلا گھونٹنا شروع کر چکا ہے۔

③ 1948, 1923, 1914 کی جنگوں 1978, 1969 اور 1967, 1956 کے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ ۱۹۹۱ سے خلیج اور اب اسرائیل اور P.L.O. معاہدہ کی سازشوں سے یہودیوں نے دارالاسلام کے قلب یعنی دارالامن اور جزیرۃ العرب کو کل حصار میں لے لیا ہے۔ پورے عالم عرب میں مراکش سے لیکر خلیج فارس تک (عوام کو چھوڑ کر) عملاً اسرائیل کا بلا واسطہ یا بالواسطہ اقتدار قائم ہو چکا ہے۔

آخر جزیرۃ العرب کے وصال کے بعد پہلی بار ان تین احادیث کا گویا مشاہدہ ہو رہا ہے:

حدیث: ① عن ام شریك قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليفرّنّ الناس من الدجال حتى يلحقوا بالجبال قالت ام شريك قلت يا رسول الله فاين العرب يومئذ قال هم قليل۔ رواه مسلم (اذا ضربت شانهم الجهاد في سبيل الله والذب عن دينه)

حدیث مزید: ② عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتي الدجال وهو محرم عليهما يدخل نقاب المدينه ——— تفرد به

حدیث مروج: ③ عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يكثر المال ويفيض حتى يخرج الرجل زكوة ماله فلا يجد احدا يقبلها منه وحتى تعود ارض العرب مروجا وانهارا (رواه مسلم وفي رواية لمسلم تبلغ المساكين اهاب او جهاب۔

مہلکہ: ④ اس سلسلے کا تواں خطرہ اور مہلکہ ہے کہ مختلف وجوہات سے دارالاسلام یعنی Muslim Heartland اور بطور خاص جزیرۃ العرب، وما حولہا میں مشرکین اور

بت پرستوں کی آبادیوں میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے: ایک طرف تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آیت: براءة من الله ورسوله الى الذين عاهدتم من المشركين فسيحوا في الارض اربعة اشهر واعلموا انكم غير معجزي الله وان الله مخزي الكافرين ——— التوبة: ٢

اور

اليوم يئس الذين كفروا من دينكم فلا تخشوهم واخشون کے بعد حکم فرما دیا تھا کہ مشرکین تو دور رہے اب اس جزیرۃ العرب میں ان کا وجود بھی باقی نہ رہے جو اہل کتاب ہونے کے باوجود آزادانہ اس پر ایمان نہیں رکھتے آپ نے فرمایا تھا:

حدیث اخراج: اخرجوا اليهود والنصارى من جزيرة العرب ——— رواه مسلم اور آج ہے کہ دیگر علاقے تو درکنار خاص جزیرۃ العرب میں یعنی متحدہ عرب امارات، کویت، قطر، عمان، بحرین میں اور وہ بھی بحیثیت موقتی انسانی وسائل کے نہیں بلکہ شہری کے اعتبار سے مشرکین کی آبادیاں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں بڑھ رہی ہے۔ ان کے مندر تعمیر ہو رہے ہیں اور شرک و بت پرستی دوبارہ مستحکم ہو رہی ہے۔ خود سعودی عرب میں لاکھوں گھروں میں چھوٹے اور بڑے مندر ہیں جہاں باضابطہ بت استادہ ہیں اور پوجا ہو رہی ہے۔ وہاں کے موقف پر جس رفتار سے مغرب اثر انداز ہو رہا ہے ایسا لگتا ہے کہ عنقریب سعودی عرب U.N.O. کے تمام ضوابط تسلیم کرے گا پھر ان مشرکین کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو کسی درجے میں ایک شہری کو ہوتے ہیں۔

اس صورت حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث یاد آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آنکھیں اسی کا مشاہدہ کر رہی ہیں:

حدیث شریف: عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى تضطرب اليات نساء دوس حول ذي الخلصة وكانت صنما لهم دوس في الجاهلية تبالة۔ ——— رواه مسلم

موت وحیات کی جنگ:

اس طرح اس وقت سارا عالم اسلام ان ہولناک سے موت وحیات کی جنگ لڑ رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آخر یہ صورتِ حال کیوں کر پیدا ہوئی؟ کیسے اور کتنے دنوں میں اور کن حالات میں اُمتِ مسلمہ عروج سے انحطاط کے اس قعرِ مذلت میں گر پڑی اور اب اس وقت اس اُمت کی حقیقی صورتِ حال کیا ہے؟ اور اگر یہ سچ ہے کہ ہم اپنی موت وحیات کی جنگ لڑ رہے ہیں تو پھر آخر اس نازک صورتِ حال سے نکلنے کا راستہ اور طریقہ کار کیا ہونا چاہیے۔ (اس کا کچھ آئندہ ہم ان کا کسی قدر تفصیل سے جائزہ لینا چاہیں گے۔

ہمارے لئے اس صورتِ حال میں سب سے ضروری امر یہ ہے کہ ہم قرآن وسُنّت سے زمانے کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کریں۔ کسی بھی زمانے کے ساتھ ہمارے موقف کی تعیین میں اسی بات کا لحاظ رکھنا چاہیے ورنہ اگر ہماری تشخیص غلط ہوئی تو تجویز کا غلط ہو جانا یقینی ہو جائے گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حدیث: ① من کعب بن یامین قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بحسبک امتہ بقتنۃ وتسنۃ امتی المالی ——— رواہ الترمذی

② من عمران بن حصین، قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث: یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال (رواہ مسلم)

③ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدثکم

حدیث: حدیثا من الدجال ماحدث بہ نبی قومہ انہ اعور ..... واتی انذرکم کما انذر بہ نوح قومہ ——— متفق علیہ

دور کا تعین:

چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن انتظامی انحطاط کا ذکر حضرت نعمان بن بشیر کی حضرت حذیفہ کی روایت کردہ حدیث میں کیا ہے۔

ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ۔ ثم تکون مُلکاً عاضاً فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً جبریۃً فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ۔

——— مسند احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ

اور دوسری حدیث: عن ابی عبیدۃ ومعاذ بن جبل عن رسول اللہ

حدیث: صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ھذا الامر بدا نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم مُلکاً عضوضاً ثم کائن جبریۃً وعتوا وفساداً فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون علی ذلک وینصرون حتی یلقوا اللہ ——— رواہ البیہقی فی شعب الایمان

اس طرح ان دونوں حدیثوں میں بیان کردہ ادوار کی تطبیق حسبِ ذیل ہو سکتی ہے:

① النبوۃ	① نبوۃ ورحمۃ
② خلافۃ علی منہاج النبوۃ	② خلافۃ ورحمۃ
③ مُلکاً عاضاً	③ مُلکاً عضوضاً
④ مُلکاً جبریۃ	④ کائن جبریۃ
	⑤ عتو
	⑥ فساد فی الارض
⑤ خلافۃ علی منہاج النبوۃ	⑦ خلافۃ علی منہاج النبوۃ (یعنی اللہ اعلم)

دو ادوار کے بیچ:

اس طرح گویا پہلی حدیث میں ملکاً جبریۃً کے بعد خاموشی ہے اور اچانک خلافۃ علی منہاج النبوۃ کا ذکر آتا ہے۔ اور دوسری میں پانچویں اور چھٹے دور کا بھی تذکرہ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ پہلی حدیث عہد اسلامی کے اہم ادوار کا تذکرہ کر رہی ہے جس کا تسلسل چوتھی منزل پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر وہ خلافۃ علی

علی [illegible] قیامت کو شمول عہد اسلامی کو بیان کرتی ہے اور جس کے مطابق زیادہ
سے [illegible] ہر ایک دور ایسا آتا ہے جس میں زمین فساد سے بھر جائے گی۔ ایسا لگتا ہے
کہ [illegible] مطابق چوتھی اور پانچویں کے مابین ہیں اور دوسری حدیث کے مطابق چھٹے
دو[illegible]

[illegible] وہ حدیث جس میں آنحضور ﷺ نے فرمایا:

حدیث: عن نافع بن عتبہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تغزون
جزیرۃ العرب فیفتحہا اللہ ثم فارس فیفتحہا اللہ ثم تغزون الروم
[illegible] ثم تغزون الدجال فیفتحہ اللہ ——— رواہ مسلم

[illegible] جزیرۃ العرب زیادہ سے زیادہ ۶۳۱ء میں اور فارس ۶۴۱ء میں اور روم زیادہ
سے [illegible] میں فتح ہوئے۔ اس اعتبار سے اب صرف عہد دجال اور معرکہ دجال ہی باقی
رہ [illegible]

[illegible] نفسیاتی، اخلاقی اور معاشرتی امور کا مسلمہ ہے تو آنحضور ﷺ نے
جن [illegible] دیا ہے وہ اظہر الشمس ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

حدیث: عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفئ
دولا والامانۃ مغنما والزکاۃ مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع
[illegible] وعق امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظہرت
[illegible] فلیرتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وآیات تتابع کنظام
[illegible] ——— رواہ الترمذی

[illegible] حاضر کی جھلک پاتے ہیں۔ لہٰذا ان تمام احادیث پر غور کرنے سے ایسا
[illegible] عہد عہد حتمۃ مال اور عہد معرکہ دجال ہے وہ کب ظاہر ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے بظاہر

حالات اس عہد کی علامتوں کے عین مطابق ہیں۔

آپ حضرات ان نصوص کے سیاق و سباق اور مالہ و ماعلیہ سے بخوبی واقف ہیں لہٰذا میں ان سے صرف نظر کرتے ہوئے ان امور کی طرف مراجعت کرتا ہوں جن کا ذکر ابتداءً کر چکا ہوں۔

عالمی اسلامی نظام اور اس کا زوال:

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ انسانی کا پہلا کلی نظام عالم قائم فرمایا۔ آپ تمام عالم کے نبی رسول اور ہادی تھے۔

ابتداءً اس کلی نظام عالم کی دونوں حیثیتیں یعنی حقیقی اور اعتباری ایک تھیں۔ جب تک ان کی حقیقی اور اعتباری حیثیتیں یکساں رہیں یہ نظام نظام رحمت رہا، پہلے نظام نبوۃ و رحمۃ پھر نظام خلافۃ و رحمۃ۔

پھر اس کی اعتباری حیثیت تو علی حالہ برقرار رہی ہاں حقیقی حیثیت میں انحطاط و انحراف شروع ہوا۔ اعتباری حیثیت کا کلی انہدام ۱۹۲۴ء میں ہو گیا جب مصطفےٰ کمال پاشا نے یہودیوں کی سازش سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا، ہاں تاریخی طور پر یہ بتانا مشکل ہے کہ حقیقی اعتبار سے وہ گھڑی کب آئی جب عالمی اسلامی نظام مغربی نظام سے مغلوب ہو گیا۔ تاہم اس کا جائزہ یقیناً لیا جا سکتا ہے کہ عالمی نظام اسلامی کے زیر سایہ دنیا میں کب سے دجال کا فتنۂ مال نمودار ہوا۔

یہودی فتنہ کا آغاز:

اسلامی سواد اعظم سے بہت دور اس کا آغاز ۱۰۰۰ء کے قریب ہو چکا تھا لیکن اس کے خدوخال ۱۴۵۰ء کے بعد ہی نمایاں ہوئے۔

اس فتنۂ مال کو اعتباری طور پر کلی غلبہ ۱۹۲۲ء میں مل گیا تھا لیکن حقیقی غلبہ ۱۹۴۵ء کو ملا۔

اضطراب و تعامل:

عہد خاتم النبیین (یعنی بعثت خاتم النبیین تا قیام مقامات) کی تاریخ انسانی دراصل تین قرآنی قوموں کے اضطراب و تعامل کا نتیجہ ہے۔

تینوں ہیں۔ مسلمان، عیسائی اور یہودی۔ (مومنین، نصاریٰ اور یہود)

مسلمانوں کا اضطراب: مسلمانوں کا اضطراب ظہور فتنۂ دجال ظہور یاجوج وماجوج اور نزول عیسیٰ سے متعلق ہے۔

عیسائی اضطراب: عیسائیوں کا اضطراب بھی ظہور فتنۂ دجال جسے وہ Anti Christ کہتے ہیں۔ یاجوج وماجوج اور عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور ثانی سے متعلق ہے۔ یہ ظلم میں خدا کی بادشاہت قائم ہوگی اور اس میں ۱۰۰۰ سال کی مدت کو خصوصی اہمیت ہے۔

یہودی اضطراب: یہودیوں کا اضطراب خدا کی مطلق وہ مستقل بادشاہت کے قیام، یروشلم کی واپسی اور تمام بنو اسرائیل کے دوبارہ وہاں جمع ہونے اور ہیکل سلیمانی سے متعلق ہے۔

مسلمانوں کے رہنما: مسلمانوں کے رہنما قرآن واحادیث میں مذکور وہ نصوص ہیں جو قیامت اور آثار قیامت سے متعلق ہیں۔

عیسائیوں کے رہنما: عیسائیوں کے رہنما انجیل میں مذکور وہ باب ہے جسے پیشین گوئی کہتے ہیں۔

یہودیوں کے رہنما: یہودیوں کے رہنما توریت کے مختلف ابواب بطور خاص سموئیل باب ۲ سطر ۷، بادشاہان باب ۱ سطر ۸ اور شاہ باب ۱۲۷ سطر ۵ ہیں۔

یہودیوں کی بدبختی: چنانچہ یہودی جو انبیاءؑ کے قاتل اور جبرئیل کے دشمن تھے اپنی بدبختیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ بھگتنے کے باوجود کبھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرنے اور ان کے دربے آزار ہونے کی وجہ سے وہ نصاریٰ کے ہاں مغضوب ہوئے، نکالے گئے لیکن ان کی سازشیں جاری رہیں۔ ان کی بدبختی اور بداعمالی اس وقت بھی ان پر غالب آئی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا اور آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین کی حیثیت سے مبعوث ہوئے۔

کے خلاف سازشیں کیں، انہیں قتل کرنے کی کوشش کی اور اسلام کی جڑ کاٹنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دیا اور حضرت عمرؓ نے یروشلم میں ان کی آبادکاری پر پابندی لگا کر دراصل قبلتین اور دارالاسلام کو ان کی سازشوں سے پاک کر دیا۔

یہودی سازش کا آغاز: اس کے بعد یہودیوں کی عالمی خفیہ سازش کا آغاز ہوا۔ یہ سازش کلیتاً خفیہ تھی۔ ہر زمانے میں اس کے الگ الگ نام رہے ہیں لیکن بشت رسول اللہ ﷺ وسلم کے بعد بطور خاص اس عالمی خفیہ تحریک کا جو نام یہودیوں کی خفیہ تحریک فریمیسن رکھی ہے ہم اسی سے اسے موسوم کرتے ہیں۔ اس عالمی خفیہ تحریک کا نام "زیرزمین ندی" Undergrouand River ہے۔

اس زیرزمین ندی کی سب سے بڑی سازش جو الیعلیہ نبوی میں ہوئی وہ ۱۰۰۰ عیسوی میں سامنے آئی۔ یہودیوں نے اپنے دو دشمنوں مسلمان اور نصاریٰ کو باہم لڑا کر ختم کرنے کی سازش ۱۰۰۰ عیسوی میں کی۔ انہوں نے عالم عیسائیت کے اس عہدے کو برانگیختہ کیا جو انجیل کے باب "پیشین گوئی" میں مذکور ہے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان اور نصاریٰ میں خواہ کوئی یا دونوں برباد ہو جائیں، بہرحال فاتحہ یہودیوں کا ہوگا اور وہ صیہون کو واپس ہو سکیں گے۔ سارے عالم عیسائیت کا صلیبی جنگوں کے لئے اٹھ کھڑا ہونا اسی کا شاخسانہ تھا۔

بالآخر جب عالم عیسائیت اسلام کے سواد اعظم سے ٹکرا کر 1212ء میں کمزور ہو گئی تو یہودیوں کو عالم عیسائیت میں وسیع اور گہری سازش کرنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ اس کے بعد عالمی یہودی سازش کے دو بڑے حصے ہو گئے۔ جو باہم مربوط تھے۔ پہلا حصہ حسب سابق خفیہ اور زیرزمین تھا جب کہ دوسرا حصہ سطح زمین پر آگیا۔

یہودی سازش کی پہلی قسم کا تذکرہ کسی قدر احوال سے پہلے کیا جا چکا ہے اس نشست میں اس سازش کا تذکرہ ہوگا جو علانیہ تھی۔ اسی سازش کا نام فتنۂ دجال ہے۔ اس لئے کہ اس میں ازاول تاآخر دجال کی کارفرمائی ہے۔

یہودی فتنہ کے ادوار:

طول بحث سے بچنے کے لئے میں نے ۱۰۰۰ء سے ۱۹۹۳ء تک کی اس سازش کو جسے میں نے تخت مال کہا ہے آٹھ ادوار میں منقسم کیا ہے۔ یہ آٹھ ادوار درج ذیل ہیں۔

① گلڈ کا دور Era of Guilds

گلڈ کا دور: اس دور کے دو حصے تھے ہیں۔ پہلے حصے میں یہودیوں نے کلیسا اور نصاریٰ کو صلیبی جنگوں کے لئے ابھارا اور جنگ کے اخراجات کے لئے سود پر مالی قرض دیئے دوسرے حصے میں عیسائیوں کی شکست کے نتیجے میں خود انہیں سیاسی، مذہبی اور علاقائی جنگوں کی طرف دھکیل کر اور ان کی خانہ جنگیوں میں سود پر پیسہ لگا کر اور ان سے مراعات حاصل کر کے پورے عالم عیسائیت کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اس دور میں ان کے تجارتی مراکز Guilds کہلاتے تھے۔ یہ صدفی صد یہودیوں پر مشتمل تھے۔ خود یہ گلڈ بعد میں دو حصوں پر منقسم ہو گئے Merchants Guilds اور دوسرا Crafts guilds اس دور کی مدت ۱۰۰۰ء اور ۱۳۰۰ء کے مابین ہے۔

② بینک کا دور Era of Banks

بینک کا دور: گلڈ کے دور کے درمیانی حصے میں ہی مقامی اور علاقائی طور پر بینک کے دور کا آغاز ہو چکا تھا۔ اس کی شروعات یہودیوں کی ایک خفیہ شاخ نے جو بظاہر نصاریٰ کی شکل میں تھے اور Knight Templars کہلاتے تھے صلیبی جنگوں کے درمیان کی تھی۔ یہ فرانسیسی تھے۔ اسی زمانے میں یہودیوں کی اس شاخ جو اٹلی کے شہر وینس اور جنیوا شہر میں آباد تھی زیادہ منظم طریقے سے اس کا آغاز کیا۔ رفتہ رفتہ مالی تبادلوں کی ہر شکل پر ان بینکوں کا قبضہ ہو گیا اور یہ مراکز دراصل عالم عیسائیت کے تمام مالی کاروبار، ریاست اور بادشاہوں کے مالی تبادلے کے اجارہ دار بن گئے۔ ۱۳۰۰ء آتے آتے سارے عالم عیسائیت کی مالی نبضیں کی اجارہ داری یہودیوں کو منتقل ہو چکی تھی۔ یہی ادارے ۱۴۰۰ء سے قبل باضابطہ موجودہ بینکوں کی طرح مالی کاروبار کرنے لگے تھے۔ یہ بینک یہودی سازشوں کے لئے پیسہ فراہم کرتے۔ عیسائی دنیا میں ہر طرح کے انقلابات کے لئے مددگار ہوتے اور عیسائی عقائد کے خاتمہ اور ان میں سودی کاروبار کے رائج کرنے کا سبب بنتے۔

③ تجارت کا دور Era of Trade

تجارت کا دور: یوں تو دنیا میں ہر زمانے میں مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی تجارت ہوا کرتی تھی لیکن یہودیوں نے اپنی سازشوں کے ایک حصے کے بطور عالمی تجارت کی ایک نئی شکل کا سہارا لیا۔ خانہ جنگیوں اور ہر طرح کے مذہبی اور دیگر مصیبتوں سے بھری عیسائی دنیا کے خانہ خراب لوگوں کا استحصال کر کے یہودیوں نے تجارت کے دائروں کو بڑھانا شروع کیا۔ کولمبس انہیں یہودیوں کا ایک آلہ کار تھا۔ یہ یہودی ادارے بین الاقوامی تجارت اور بحری اسفار کے لئے لوگوں کو مالی تعاون دیتے۔ اس طرح ایک طرف تو عالم عیسائیت میں یہودیوں کی اجارہ داری سیاسی، فکری، مالی اور معاشرتی اعتبار سے کلی طور پر قائم ہو گئی، دوسری طرف وہاں کی تمام عیسائی حکومتیں جنہیں یہودی ہمیشہ برسرپیکار رکھتے بری طرح یہودیوں کی تحریری ہو گئیں، اور تیسری طرف یہودیوں نے اپنے کاروبار کو غیر عیسائی علاقوں میں بھی پھیلا لیا۔ اس دور کا آغاز ۱۴۵۰ء سے ہوتا ہے اور عملاً یہ دور ۱۹۰۰ء تک قائم رہا۔

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ یہودی اپنی تاریخ نگاری کے لئے رمزی زبان و بیان کا سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک رمزی اور پراسرار کتاب میں یہودیوں نے ابتدائی دو ادوار یعنی گلڈ اور تجارت کے دور کی خفیہ سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے مصنف کا کہنا ہے:

But the farther back into history we go, the smaller our chance of finding evidence of the existence of a secret society of "Freemasons" as a continuous phenomenon. The Scottish Rite Masons claim that the Temples Johannites and other orders of Crusader Knights, who went out to conquer the Holy land, were the forerunners of todays Masonry and that the link is unbreakable.

اسی طرح ایک دوسری رمزی کتاب کے باب Who keeps the world میں مذکورہ صدیوں ادوار کا جائزہ لیا گیا ہے دنیا میں یہودیوں کی مختلف خفیہ زبانیں اور اصطلاحات

اجارہ داری کے اعتبار سے داخل ہو گئے۔ اسی عہد میں شمالی اور جنوبی امریکہ اور مغربی افریقہ جہاں ان یہودیوں کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں تھا یہ مزید پانچویں عہد میں داخل ہو گئے۔ عالم اسلامی میں یہ تجارت سے آگے نہیں بڑھے۔ اسی عہد میں East India Company جیسے یہودی ادارے با اختیار ہوئے۔ اسی دور میں یہودیوں نے Dutch East India Company اور London company قائم کئے۔ اسی دور کو تجارتی انقلاب commercial Revolution کا دور بھی کہتے ہیں۔

⑤ تجارتی استعمار کا دور۔ Era of Commercial Colonisation.

تجارتی استعمار کا دور: یہ دور یہودیوں کے عالم عیسائیت پر کلی غلبہ کا دور کہا جا سکتا ہے۔ اس دور میں یہودی عالم عیسائیت اور بطور خاص یورپ اور امریکہ میں ایسی حالت میں پہنچ گئے جب زندگی کے تمام پہلوان کی مٹھی میں تھے اور یورپ اور وہاں کی حکومتیں کٹھ پتلیوں کی طرح یہودیوں کے اشارے سے ناچ رہی تھیں۔ دراصل یہودی یورپ کے عیسائیوں کے ہاتھوں بالواسطہ سارے عالم میں اپنا استعمار قائم کر رہے تھے۔ یہی دور وہ ہے جب یہودی پوری قوت سے عالم اسلام کے حصار کو توڑ کر داخل ہو گئے۔ بظاہر ساری دنیا میں برطانیہ، فرانس، اٹلی، اسپین، ہالینڈ اور پرتگال کی نوآبادیاں اور استعمارات قائم ہوئیں لیکن دراصل یہ یہودیوں کے استعمار تھے۔ یہودی قوت کے کلی غلبہ کو ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک مثال کافی ہوگی۔ یہ مثال ہے مشہور یہودی Mayer Amschel Rothschild کی۔

اٹھارہویں صدی کے اواخر میں اوتھ شلڈ نے اپنے پانچ بیٹوں کو خصوصی نظم کے تحت یورپ کے پانچ سلطنتوں کے مراکز میں بھیجا۔ یہ مراکز تھے پیرس، ویانا، نیپلز، لندن اور فرینکفرٹ اور ایک بین الاقوامی بینکنگ ہاؤس قائم کی۔ دیکھتے دیکھتے انھوں نے نہ صرف تمام یہودی کوششوں کو centerise کیا اور دنیا کی تمام بین الاقوامی تجارت پر نگران اعلیٰ کا کام شروع کر دیا بلکہ سارے یورپ کی تمام بظاہر استعمار قوتوں برطانیہ، فرانس، اٹلی، ہالینڈ، پرشیا، جرمنی، وغیرہم کا اقتدار اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

سلطنت برطانیہ اپنے تمام کاموں اور بین الاقوامی کاموں کے لئے سرتاپا اوتھ شلڈ کے

سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ یہ آج بھی ان میں سے ایک مخصوص زبان اور اصطلاح کا استعمال کرتی ہے اس لئے بظاہر اس کا سمجھنا دشوار ہے۔ مصنف نے لکھا ہے:

Every country, of course, was once a developing country. However, formidable their resources and people, most nation depended initially on foreign money and bankers to help them to finance their trade. In medieval Europe the interaction between capital and enterprise began to transform the continent, and produced the new profession of bankers, as opposed to mere money lenders, who were international in their origins. Medieval laws forbade the practice of usuary, and treated money lenders as out-caste, but the merchants who developed into bankers could make profits by dealing between currencies, and could lend money for international expeditions, armies and trade which made them indispensible to their rulers.

By the late middle ages the expanding European trade, encouraged by the Crusades against Islam had produced the first international banks. The wool workers in Florence, who imported bales of wool from Spain, England and even Africa, were financed by Florentine merchants whose savings helped to finance the Renaissance.

⑥ بین الاقوامی تجارتی ادارہ سازی کا دور (Era of Multinationalisation)

MNC دور: اسے Era of International commercialisation بھی کہا جا سکتا ہے۔

یہ دور ۱۹۰۰ء سے ۱۹۷۰ء کے مابین ہے۔ جب عالم عیسائیت کے نیم جان زمین پر ایسے بڑے بڑے بین الاقوامی ادارے اختیارات حاصل کرنے لگے جو کلی طور پر ان حکومتوں کے سرچشمہ قوت بن گئے اور بین الاقوامی طور پر عالم اسلام کے انحطاط کو دیکھ کر ان میں تجارتی اور

قرضوں کی طرف دیکھتی تھی، روتھ شلڈ نے ان عالمی طاقتوں سے بڑی بین الاقوامی انٹلی جینس نیٹ ورک قائم کر رکھا تھا۔ اور یورپ کی تمام حکومتیں اس کے ہاتھوں میں کھلونا تھیں۔ اسی نے ان تمام حکومتوں کو عالم اسلام پر حملے کرنے اور سلطنت عثمانیہ کو تباہ کرنے کیلئے پوری صدی Finance کیا۔ سلطنت برطانیہ کی آڑ میں خدیو مصر سے نہر سوئز کی نصف شیئرز اس نے ۱۸۷۶ میں خرید لئے۔ اسی دور میں ۱۷۶۵ میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے بنگال کی دیوانی حاصل کر لی اور ۱۸۰۳ میں دلی کے علاوہ عالم بن گئے۔

یہ دور ۱۷۰۰ سے شروع ہو کر ۱۸۶۰ تک قائم رہا۔

ملوکانہ استعماریت کا دور: ⑤ ملوکانہ استعماریت کا دور Era of Imperial Colonialization

یہ دور دراصل ۱۸۴۸ سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن آسانی کے پیش نظر اسے ۱۸۶۰ کے مابعد کا دور کہا گیا۔ گویا ۱۸۶۰ آتے آتے یہودیوں نے محسوس کر لیا کہ وہ اس قدر قوی اور صاحب اختیار ہو چکے ہیں کہ اب عالمی طور پر ساری دنیا کو براہ راست اپنے ہاتھوں میں لے سکیں اور اپنے نقشہ کے مطابق نظام عالم مرتب کر سکیں۔ چنانچہ انھوں نے اپنے حلیفوں اور آلہ کار کے بجائے براہ راست یہودی استعمار کی طرف پیشقدمی کی۔ اور تجارتی کمپنیوں کی حکومت کے بجائے براہ راست ملوکانہ استعمار کئے گئے۔

دو واقعات: یہاں دو باتوں کا ذکر بطور خاص ضروری ہے۔ ہر چند کہ ان دونوں باتوں کا تعلق ماسبق دور سے ہے۔ ماسبق دور میں دو غیر معمولی واقعات رونما ہو چکے تھے جن کا تعلق یہودیوں کے منصوبہ کے کامیاب ہونے سے تھا۔ پہلا واقعہ امریکہ کا انقلاب تھا جو ۱۷۷۶ میں آیا۔

امریکی انقلاب: امریکی انقلاب دراصل یہودیوں کے دو روایتی دشمنوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے Mainland سے دور اور الگ یہودیوں کی پہلی آزاد نہ ریاست کا قیام تھا۔ اس کی اہمیت ایک ایسے Front Headquarters کی ہے جو یہودیوں نے عالمی منصوبہ بندی کے لئے وضع کی تھی۔ وہاں یہودی اس اقتباسے کامیاب

دیس دانیز بگڑا اپنے عالمی منصوبہ بندی کو بروے کار لانے کے لئے انھیں مل گیا جہاں روایتی عصبیتیں نہیں تھیں۔

انقلاب فرانس: دوسرا غیر معمولی واقعہ فرانس کا انقلاب تھا جو ۱۷۷۹ میں آیا۔ فرانس کا انقلاب دراصل یہودیت کا عیسائیت پر آخری ضرب کاری تھا جس کے ذریعہ یہودیت نے عیسائیت کے پرخچے اڑا دیئے۔ ۱۸۴۸ سے یہودیت نے عیسائیت کے تمام مالتیہ کا چن چن کر صفایا کر دیا۔

چنانچہ ملوکانہ استعماریت کے دور میں یہودیوں نے براہ راست پیشقدمی شروع کی۔ تاہم وہ محسوس کرتے تھے کہ بعض یورپی عیسائی علاقے اب بھی اٹھ کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لہٰذا دو سازشوں کے ذریعہ انھوں نے ان کوششوں کو دبانا چاہا یہ دونوں سازشیں تھیں دو محاذ ہے Triple Alliance اور Triple Entente. جس کا ضروری نتیجہ پہلی جنگ عظیم کی صورت میں ظاہر ہوا۔

صیہونی تحریک: اسی موقع پر عالمی یہودی اکابرین کی وہ غیر معمولی کانفرنس ہوئی جس میں عالمی یہودی منصوبہ بندی کو روبہ عمل لانے کا فیصلہ کیا گیا۔ جسے دی پروٹوکول آف دی الڈرس آف زایون The Protocols of the Learned Elders of Zion کہتے ہیں۔

دو نظام: اس مرحلہ میں پوری دنیا کو دو نظاموں میں منقسم کر دینے کی کوشش کی جانے والی تھی اور یہ دونوں نظام براہ راست یہودیوں کے ہاتھوں میں ہوتے۔ ان دو نظاموں کی مدد سے دنیا میں یہودیوں کے جانی دشمنوں عیسائیوں اور مسلمانوں کا کلی صفایا کیا جانا مقصود تھا اور ساری دنیا کی ہر چیز پر اقتدار قائم کر کے ایک ایسی ریاست کی تشکیل دینے کی کوشش ہونی تھی جسے داؤد کی ابدی سلطنت قرار دیا جا سکے۔ جس کے تحت ساری دنیا سے بکھرے ہوئے نو اسرائیل کے بارہ قبیلوں کو اس سلطنت میں جمع کرنا، صیہون کی واپسی اور ہیکل سلیمانی کی دوبارا تعمیر پیش نظر تھا۔

اور خلافت عثمانیہ کے انہدام کا فیصلہ کیا گیا اور دو نظاموں کے قیام کے لئے روس اور امریکہ کا انتخاب کیا گیا۔ چنانچہ اعلان بالفور کے تحت ۱۹۱۷ میں فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کو یقینی بنایا گیا، ۱۹۱۴ میں جنگ عظیم شروع کی گئی اور جرمنی، آسٹریا اور ترکی کی قوت کے خاتمہ کی کوشش ہوئی۔ ۱۹۱۷ میں روس کا بالشویک انقلاب برپا کیا گیا جو دراصل ایک صد فی صد یہودی خفیہ انقلاب تھا۔ اس طرح دنیا میں دوبارہ راست یہودی نظام قائم ہوئے ــــــــ لبرل ڈیماکریٹک تھیوری Liberal Democratic Theory مارکسٹ تھیوری Marxist Theory پر قائم امریکی نظام اور پر قائم سوویت روسی نظام سلطنت جرمنی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا گیا۔

دوسرے نظام کے خاتمے کی طرف: اور اب اس عہد کے آخری مرحلے میں امریکی اور روسی دو بہرے نظام کو کچھ مدت کے بعد ختم کر کے واحد عالمی یہودی نظام کے قیام کی ابتدائی خاکہ میں رنگ بھرا جانے لگا۔

لبرل ڈیماکریٹک امریکی نظام اور مارکسٹ روسی نظام کی یکجائی کے لئے پہلا ابتدائی یہودی عالمی نظام لیگ آف نیشنز League of Nations کی صورت میں شروع کیا گیا۔ جو یہودی اصلاح کے مطابق Retardation کا شکار ہو گیا۔ اور انہیں ایک اور عالمی جنگ یعنی جنگ عظیم دوم کا فیصلہ لینا پڑا جس کا ذکر آئندہ ہوگا۔

عالمی نظام کی تعیین: اس مدت میں یہودیوں نے اپنی مجوزہ عالمی نظام کے لئے عملی اور عملی قانون سازی اور اس کے نفاذ کی کوششوں کا آغاز کر دیا۔ چنانچہ نہایت اختصار کے ساتھ ان کوششوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے تاکہ موجودہ صورت حال پر نظر ڈالتے وقت اس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکے کہ ان کی اور عالم اسلام کی حقیقی صورت حال کیا ہے۔

① بین الاقوامی قانون سازی

(الف) ① آسٹرین کوڈ Austrian Code 1861.

② اکوڈ فار گورنمنٹ آف آرمیز آف فرانسیس لائبر A code for Government of Armies of Francis Lieber 1963

③ بلن شلی کوڈ Bluntschli Code 1868

④ پاس کل فیور کوڈ Pasquale Fiore Code 1889

⑤ ڈرافٹ آوٹ لائن آف این انٹرنیشنل کوڈ آف ڈیوڈ ڈڈلی فیلڈ Draft Outline of an International Code of David Dudley Field 1872

(ب) بین الاقوامی قانون سازی II ادارہ جاتی قانون سازی Institutional Codification

① انسٹیٹوٹ دی دروائے انٹرنیشنل کا قیام Institute de Droit Internationale 1872

② ایسوسی ایشن فار دی ریفارم اینڈ کوڈیفکیشن آف دی لاء آف نیشنز کا قیام Association for the Reform and codification of the Law of Nations 1872

جو ۱۸۹۵ میں انٹرنیشنل لا ایسوسی ایشن International Law Association میں بدل گیا۔ اس ادارہ کا کارنامہ ہے دی مینوئل آف دی لاز آف وار آن لینڈ The Manual of the Laws of war on Land جو ۱۸۸۰ میں شائع ہوا۔

③ دی امریکن سوسائٹی آف انٹرنیشنل لا The American Society of International Law جو 1905 میں قائم ہوا۔

④ دی امریکن انسٹیٹیوٹ آف انٹرنیشنل لا (برائے قوانین مغرب) The American Institute of International Law (Western Hemisphere) 1912

⑤ ہارورڈ یونیورسٹی ریسرچ ان انٹرنیشنل لا The Harvard Universities Research in International Law 1926

جس نے لیگ آف نیشنز کے قوانین مرتب کئے۔

بین الاقوامی کانفرنس برائے قوانین سازی وضابطے:

① ہیگ کانفرنس (اول) The Hagar Conference 1899

② ہیگ کانفرنس (دوم) The Hague Conference 1907

③ جنیوا کانفرنس Geneva Conference 1864

④ لندن کانفرنس London Conference 1909

(The Declaration of London) اعلان لندن

جو دراصل مرتب میں وضع کردہ دی لاز اینڈ یوسیجز آف وار ایٹ سی (The Laws and Usages of War at Sea) کا ضابطہ توثیق تھا۔

بین الاقوامی نظم کے ابتدائی ادارہ جات اور محکموں کا قیام

① یورپین کمیشن فار دی ڈینیوب The European Commission for the danube 1856

② دی انٹرنیشنل جیوڈیٹک ایسوسی ایشن The International Geo-detic Association 1864

③ دی انٹرنیشنل بیورو آف ٹیلی گرافک ایڈمنسٹریشن The International Bureau of Telegraphic Administration 1868

④ دی یونیورسل پوسٹل یونین Ther Universal Postal Union

⑤ دی انٹرنیشنل بیورو آف ویٹس اینڈ میژرس The International Bureau of Weight and Measures

⑥ دی انٹرنیشنل کاپی رائٹ یونین The International copy right Union 1886

⑦ دی انٹرنیشنل آفس آف پبلک ہیلتھ The International office of Public Health 1903

⑧ دی انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف ایگریکلچر The International Institute of Agriculture 1905

اس طرح یہودی جنگ عظیم اوّل سے قبل ایک بین الاقوامی مملکت قائم کرنے کے لئے خود کو بالکل تیار کر چکے تھے۔ جنگ عظیم اوّل کے خاتمہ کے نتیجے میں فرانس کے شہر ورسای Versailles میں وہ کانفرنس ہوئی جس نے ایک طرف عیسائی دنیا کی آخری طاقت کا خاتمہ کر دیا اور دوسری طرف خلافت عثمانیہ کے حصے بخرے کر دیئے۔ ۱۹۲۳ء میں خلافت کا باضابطہ خاتمہ اسی کا تتمہ یا تکملہ تھا۔ اور تیسری طرف لیگ آف نیشنز League of Nations کی شکل میں پہلی بین الاقوامی یہودی مملکت وجود میں آئی۔

نئی استعماریت کا عہد: ④ نئی استعماریت کا عہد Era of Neo-Colonialisation یہ نئی استعماریت علوکانہ استعماریت کے برخلاف زیادہ براہ راست تھی اور دراصل کلی بین الاقوامی یہودی نظام کی ایک عبوری صورت تھی۔ خود اس استعماریت کے دو حصے ہیں ① نئی استعماریت کا عہد اوّل جو 1919ء سے شروع ہو کر 1939ء تک تھا اور ② نئی استعماریت کا عہد دوم جو 1945ء سے شروع ہو کر 1990ء تک تھا۔ اس عہد کے یہودی مقاصد بنیادی طور پر دو تھے۔

① غیر یہودی نظام وقوانین جو خواہ عقیدہ، دین، سیاست، ہیئت، معاشرت تہذیب وتمدن کسی سے بھی متعلق ہوں ان کا مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی ہر سطح پر مکمل انہدام۔

② عالمی یہودی نظام وقوانین کا زندگی کے تمام معاملات میں کلی نفاذ اور غلبہ۔

نئی استعماریت I: ① نئی استعماریت کا عہد اول 1919-1939 ——— ورسای کی سازش کے تحت یہودی قوت نے ساری دنیا کی ان قوتوں کا خاتمہ کر دیا جو یہود دشمن تھیں۔ ان کے تمام علاقے آپس میں بانٹ لئے گئے۔ خلافت عثمانیہ ختم کر دی گئی۔ سلطنت عثمانیہ کے تمام علاقوں کو یا تو بانٹ لیا گیا یا انتداب کے حوالے کر دیا گیا۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب روس سے دو نظاموں کی داغ بیل ڈالی گئی۔ روسی بالشویک استعمار نے تمام مسلم ریاستوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ دو نظامی کا طریقہ کار تھا Duocracy کے راستے Monocracy کا حصول۔ یعنی دنیا کو دو حصوں میں بانٹ کر مذکورہ دو امور یعنی غیر یہودی

نظام و قوانین کا انہدام اور عالمی یہودی نظام و قوانین کا نفاذ ـــــــ کا ہدف حاصل کرنا۔
اور اسی دوران تیسری قوت کا استعمال کر کے عالمی یہودی نظام کو مستحکم کرنا۔ یہ تیسری قوت
جو گزشتہ ۶۰۰ سالوں سے کام کرنے والی ملائیہ یہودی قوت کا ہی ایک حصہ تھی مگر اب ایک
الگ باضابطہ نظام اور ادارہ کی شکل اختیار کر چکی تھی اور سب سے زیادہ موثر تھی ایک ہراول
دستے کی طرح دیگر عمیل قوتوں کے مقابلے میں سب سے آگے آگئی اور یہ تھی مالی نظام
کی قوت جو مالی اداروں اور افراد کی شکل میں متشکل ہو چکی تھی۔

چنانچہ امریکی انقلاب 1776 فرانسیسی انقلاب 1779 اور روسی انقلاب 1917
کے بعد ایک غیر معمولی اور عدیم النظیر انقلاب برپا کیا گیا۔ یہ ایک خفیہ وسیع اور عالمگیر مالی انقلاب
تھا۔ یہ انقلاب تین ذیلی مرحلوں میں لایا گیا اور سراسر مصنوعی تھا۔ اس کا پہلا مرحلہ 1920 تا
1929 کا تھا جب دنیا میں ایک Boom لایا گیا۔ دوسرا مرحلہ 1929 سے شروع ہوتا ہے جب ساری دنیا
کو ایک عدیم المثال کساد بازاری The great Depression میں مبتلا کر دیا گیا اور جس کے
دوران ۱۹۳۱ میں عظیم مالی زوال (The Great Crash) لایا گیا۔ اور تیسرا مرحلہ ۱۹۳۰ کی دہائی
میں ساری دنیا سے گولڈ اسٹینڈرڈ gold standard کا خاتمہ ہے۔ ہر چند کہ اس انقلاب کی
تکمیل ۱۹۴۴ میں برٹن وُڈس کانفرنس (Bretton Woods Conference) کے فیصلوں کی شکل
میں ہوئی لیکن اس کا ذکر نئی استعماریت کے عہد دوم میں ہوگا۔

اس مالی انقلاب کے نتیجے میں ساری دنیا بشمول تمام عوام و حکومتیں یہودیوں کے تابع کردہ
عالمی مالی نظام کی غلام ہو گئیں۔

مالی محاذ پر یہودیوں کو ساری دنیا میں گویا Walk Over مل گیا لیکن فکری سیاسی اور عسکری
محاذ پر ان کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ یہودیوں نے مالی محاذ کے علاوہ دیگر تمام محاذوں پر
جو طریقہ اختیار کیا وہ Dascracy کے راستے Monocracy تک پہنچنا تھا۔ چنانچہ اس نظام کے
تحت دنیا عملاً دو قطبوں میں منقسم کر دی گئی ① کمیونسٹ بلاک ② سرمایہ دارانہ بلاک۔
کمیونسٹ بلاک کا سربراہ روس تھا اور سرمایہ دارانہ بلاک کا سربراہ برطانیہ ـــ 1919 تا

اس مدت میں ان دونوں قوتوں نے اپنے اپنے مخصوص طریقہ کار سے اپنی اپنی جگہ مندرجہ ذیل
چیزوں کا حصول کرنا چاہا!

① فکری اجارہ داری	Ideological Monopoly
② شیطانی اجارہ داری	Anti-divine Monopoly
③ سیاسی اجارہ داری	Political Monofbly
④ عسکری اجارہ داری	Martial Monopoly
⑤ وسائل کی اجارہ داری	Logistic Monopoly
⑥ ترسیلی اجارہ داری	Strategic Monopoly
⑦ تدبیری اجارہ داری	

اس عہد میں ایک زبردست Retardation کا سامنا یہودیوں کو کرنا پڑا یہ Retardation
تھا جرمنی میں ہٹلر اور اٹلی میں مسولینی کا ظہور۔ یہ وہی سفت Retardation تھا جس کے سبب
یہودیوں کو کئی فیصلے کرنے پڑے۔ پہلا فیصلہ برطانیہ کے بجائے امریکہ کو ایک قطب کا سربراہ بنانا۔
دوسرا فیصلہ تھا تیسری قوت کے تیسرے شعبے کے لئے باضابطہ ایک ادارہ کی تشکیل۔ ان امور کا
ذکر دوسرے حصے میں (ان شاء اللہ) آئے گا۔ لیکن اس سلسلے کا سب سے بڑا فیصلہ جنگ عظیم دوم
کا فیصلہ تھا۔ تاکہ اس Retardation کا خاتمہ کیا جا سکے جو ہٹلر اور مسولینی کی شکل میں نمودار
ہوا تھا۔

اس مدت یعنی 1919 تا 1939 میں تیسری قوت کے تیسرے شعبے کی حیثیت سے سرِ ادارہ
کی تشکیل ہوئی وہ لیگ آف نیشنز League of Nations کہلاتا ہے۔ اس ادارہ کے تحت
عالمی یہودی نظام کی جو کوششیں ہوئیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

① ڈرافٹ ٹریٹی آف میوچول اسسٹینس Draft Treaty of Mutual
Assistance 1923

② دی جنیوا پروٹوکول The Geneva Protocol 1924

جس کے تحت تمام منسلک کنندگان ممالک کو لازماً عالمی عدالت سے رجوع کرنا اور اس کی بات ماننے کو تسلیم کرنا تھا

⑦ دی پیکٹ آف پیرس یا کیلگ برائی اینڈ پیکٹ The Pact of Paris or the Kellog Briand Pact 1928

⑧ دی جنرل ایکٹ آف ۱۹۲۸ The Locarno Treaties 1925 The General Act of 1928

⑨ ترک اسلحہ کی کوششیں یعنی P.C.TMC اور دی ورلڈ ڈس آرمامنٹ کانفرنس جنیوا ——— "

⑩ طریقہ انتداب The Mandate System

اور اس کے تحت Permanent Mandate Commission کا قیام اسی کے تحت ترکی کے تمام علاقے ——— عراق، فلسطین، شرق اردن برطانیہ کو اور شام اور لبنان فرانس کو دے دیئے گئے۔

⑪ اقلیت کاؤنسل Minorities Council for Protection of Minorities

کے تحت تمام دنیا کی یہودی دشمن علاقوں کو اقلیتوں کے نام پر ٹکڑوں میں دے صرف بانٹ دیا گیا بلکہ ان کے مابین باہمی منافرت اور مناقشے کی آگ بھڑکا دی گئی۔

⑫ معاشی اور مالیاتی تنظیمیں:

① ورلڈ اکنامک کانفرنس The World Economic Conference 1927

② مانیٹری اینڈ اکنامک کانفرنس The Monetary & Economic Conference 1933

③ مواصلاتی اور راہ داری کی تنظیمیں: The Communication and Transit Organisation 1920

⑬ ہیلتھ آرگنائزیشن The Health Organisation 1923

⑭ دی نان سین انٹرنیشنل آفس فار ریفیوجیز The Nansen International Office for Refugees 1930

⑮ دی انٹرنیشنل لنگویٹ آف ایٹیلیکچول کوآپریشن The International

⑦ نئی استعماریت کا عہد دوم 1945-1990

نئی استعماریت II: جنگ عظیم دوم کے یہودیوں کے نقطہ نظر سے اطمینان بخش خاتمے اور یورپ میں اپنے خلاف Retardation کی قوتوں کے کلی قلع قمع سے انھیں اس کا یقین ہوگیا اب وہ وقت آگیا ہے جب وہ اپنے منصوبہ کے آخری دور میں قدم رکھ سکیں۔ یعنی باضابطہ ایک صیہونی ریاست کا اعلان، صیہون کی واپسی اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر جدید۔ لیکن انھیں اب بھی بعض ایسی قوتوں کی طرف سے اطمینان نہیں تھا جن میں اکثر ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں پائی جاتی تھیں چنانچہ ہر چند کہ انھوں نے اسرائیل کے قیام کا فیصلہ کر لیا لیکن انھیں یہ بات زیادہ مناسب معلوم ہوئی کہ ابھی علانیہ سامنے ظاہر ہو جانے کے بجائے نئی استعماریت کو عہد دوم تک توسیع دے دی جائے۔ اور ایک مزید درمیانی مدت کے گزرنے کا انتظار کر لیا جائے۔ چنانچہ جنگ عظیم دوم کے خاتمے سے قبل ہی انھوں نے اس کی کوشش شروع کر دی۔ پہلی کوشش مذکورہ سطور پر انھیں اجارہ داریوں کے قیام کی تھی ساتھ ہی ساتھ تین حربے مزید استعمال کئے گئے یعنی دو قطبوں کو مزید تیز بنایا گیا اور دو قطبوں یعنی امریکہ اور روس کے درمیان سرد جنگ Cold War کا آغاز کر دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ تیسری قوت کے دوسرے شعبے کو مزید با اختیار فعال اور منظم بنایا گیا اور تیسرا یہ کہ تیسری قوت کے پہلے شعبے کی گرفت دنیا پر مزید سخت کر دی گئی۔ چونکہ دوسری جنگ عظیم ایک حادثہ نہیں تھی بلکہ یہودیوں کی سوچی سمجھی اسکیم UNO کے تحت شروع ہوئی تھی اور اس کا واحد مقصد Retardation کی قوتوں کا خاتمہ کرنا تھا لہٰذا یہودی حواس باختہ ہونے کے بجائے بہ اطمینان اپنے اگلے منصوبے کی تکمیل کی طرف رواں رہے۔ جنگ نے انھیں مزید آسانیاں پیدا کیں۔ چنانچہ دوران جنگ انھوں نے مذکورہ تین امور کے لئے جو کوششیں کیں وہ درج ذیل ہیں۔

① The Atlantic Charter 1941 دی اٹلانٹک چارٹر

② The Declaration of United Nations Jan, 1, 1942 دی ڈیکلریشن آف دی یونائٹڈ نیشنز

③ The Casablanca Conference 1943 دی کاسابلانکا کانفرنس

ح دی فوڈ اینڈ ایگریکلچر کانفرنس The Food and Agriculture Conference 1943

ط دی ماسکو کانفرنس The Moscow Conference 1943

ی دی تہران کانفرنس The Tehran Conference 1943

ک دی برٹن وڈس کانفرنس The Bretton Woods Conference 1944

ل دی ڈمبرٹن اوکس کانفرنس The Dumbarton Oaks Conference 1944

م دی یالٹا کانفرنس The Yalta Conference 1945

ن دی میکسوسٹی کانفرنس The Mexico City Conference 1945

س کمیٹی آف جیورسٹس میٹنگ Committee of Jurist's Meeting -1945

ع دی سان فرانسسکو کانفرنس The San Francisco Conference 1945

سان فرانسسکو شہر میں یہ کانفرنس اپریل ۲۵ سے جون ۲۶ تک چلتی رہی۔ ۲۶ جولائی کو امریکہ نے اس کے چارٹر کو منظور کر لیا اور ۲۴ اکتوبر کو اقوام متحدہ وجود میں آگیا۔

ہراول دستہ UNO: اقوام متحدہ عالمی سپر پاور ریاست کا ہراول دستہ یا ہیئت اول ہے

اس دستے کے مندرجہ ذیل محکمے قائم کئے گئے:

ا دی جنرل اسمبلی The General Assembly

ب دی سیکورٹی کاونسل The Security Council

ج دی اکنامک اینڈ سوشل کاونسل The Economic & social Council

د دی ٹرسٹی شپ کاونسل The trusteeship Council

ہ دی انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس The International Court of Justice

ان کے اندر دو طرح کے ادارے کام کر رہے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا خصوصی ایجنسیز Specialised Agencies

ب یونیورسل پوسٹل یونین Universal Postal Union 1875

۲ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن International Labour Organisation 1919 جنیوا

۳ انٹرنیشنل ٹیلی کمیونیکیشن یونین International telecommunication Union 1934 جنیوا

۴ انٹرنیشنل بینک آف ری کنسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ International Bank of Reconstruction & Development or World Bank 1944 واشنگٹن

۵ انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ International Monetary Fund 1944 واشنگٹن

۶ انٹرنیشنل سول ایویشن آرگنائزیشن International Civil Aviation Organisation 1944 مانٹریال

۷ فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن Food and Agriculture Organisation 1945 روم

۸ یونائٹڈ نیشنز ایجوکیشنل سائنٹفک اینڈ کلچرل آرگنائزیشن United Nations Educational, Scientific, and Cultural Organisation 1945 پیرس

۹ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن World Health Organisation 1946 جنیوا

۱۰ ورلڈ میٹیرولوجیکل آرگنائزیشن World Meteorological Organisation 1947 جنیوا

۱۱ انٹرگورنمنٹل میری ٹائم کنسلٹیو آرگنائزیشن Intergovernmental Maritime Consultative Organisation 1947 لندن

۱۲ دی انٹرنیشنل رفیوجی آرگنائزیشن The International Refugee Organisation 1948 لندن

پھر ۱۹۵۱ سے اس کا نام OHCR ہوگیا

۱۳ انٹرنیشنل ٹریڈ آرگنائزیشن International Trade Organisation 1948

- جنرل ایگریمنٹ آن ٹیرف اینڈ ٹریڈ — The General Agreement on Tarrif and Trade 1947
- یونائٹڈ نیشنز کانفرنس آن ٹیرف اینڈ ٹریڈ — United Nations Conference on Tarrif and Trade

دیگر مشہور نیشنل ادارے مندرجہ ذیل ہیں:

- یونیسیف نیویارک — UNICEF, 1946
- یو این ایچ سی آر جنیوا — UNHCR,1951
- آئی اے ای اے — IAEA 1957
- یو این ڈی پی نیویارک — UNDP 1966
- آئی ڈی اے واشنگٹن — International Development Association 1960
- انٹرنیشنل فائنانس کارپوریشن واشنگٹن — IFC 1957
- The Convention on Registration of Objects Launched into outer space 1967

وی اسپیس ٹریٹی ۱۹۶۷ کے تحت قائم ہوا۔

- یونائٹڈ نیشنز ایمرجنسی فورس — United Nations Emergency Force

اس عہد میں انھوں نے کل اور مکمل غلبہ کی طرف پیشقدمی شروع کی۔ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ یہودیوں کو باوجود اس کے کہ اپنے تین بڑے خطوں ـــــ یورپ، شمول سوویت یونین، امریکہ اور آسٹریلیا کے سلسلے میں ہر طرح کا اطمینان تھا لیکن وہ اب بھی ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے سلسلے میں اطمینان محسوس نہیں کرتے تھے لہٰذا انھوں نے اپنی کوششوں کا رُخ ان تین علاقوں کی طرف موڑ دیا۔ اور مابعد جنگ عظیم دوم یہ علاقے ہر طرح کی تاریکیوں سے معرکہ گاہ بن گئے۔ انھوں نے Democracy کے راستے Monocracy کے حصول کی کوشش کو اور تیز کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ اقوام متحدہ جو ان کی تیسری قوت کا دوسرا شعبہ تھا کی قوت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کی کوشش کی گئی اور فتح رفتہ تیسری قوت کے

لیکن اچانک دنیا میں کچھ امور ایسے رونما ہونے لگے جو یہودیوں

اسلامی ریٹارڈیشن: کی توقع کے بالکل خلاف تھے۔ ان کے لئے Retardation کی ایک نئی شکل تھی۔ اور وہ اس کی شدت Intensity کا بخوبی علم رکھتے تھے لہٰذا ان کے ایوان میں یکایک زلزلہ آگیا اور وہ اس قوت سے نبٹنے اور اپنے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے از سر نو صف بندی کرنے پر مجبور ہوئے۔ یہ Retardation عالم اسلام کی طرف سے تھا۔ اور اس کے تین حصے ہیں:

① 1954 سے سوویت روس کے مسلم علاقوں میں اسلام کی بیداری کا بڑھتا جو یہودیوں کے ایک قطب کے لئے مہلک بن گیا۔

② 1973 کا شاہ فیصل کا تیل کی ناکہ بندی اور تیل کی قیمتوں میں اضافہ جس نے دراصل پورے یہودی نظام کو بالعموم اور ان کی تیسری قوت کے پہلے شعبے کو بالخصوص متزلزل کر دیا۔ اور اس کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ گزشتہ ۶۰۰ سالوں سے ترقی پذیر اور اب غالب یہودی مالیاتی نظام جو ان کی سازشوں کا منبع ہے بکھر کر رہ جائے گا۔

③ ۱۹۷۹ کا انقلاب ایران اور ساری دنیا میں اسلامی نظام کے قیام کی کوشش کرنیوالی تحریکات کا ابھرآنا۔

یہودی جوابی حملہ: لہٰذا عالمی یہودی نظام اپنی پوری قوت سے اسلام کی اس غیر متوقع ابھرآنے والی قوت مدافعت سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔ یہودیت کی یہ تیاری چار صورتوں میں ظاہر ہوئی جو درج ذیل ہے:

① جنگ خلیج اور شرق وسطیٰ کی کل مصدقی، سیاسی، اقتصادی اور تمسکات کی شکل کی دولت پر مکمل قبضہ جس کا فیصلہ واضح طریقے سے ۱۹۷۹ سے قبل کر لیا گیا تھا۔

② یہودیوں نے محسوس کر لیا کہ اسلام کی قوت سے لڑنا ان کی موجودہ مورچہ بندی کے ساتھ ناممکن ہے لہٰذا انھیں یہ بات ناگزیر محسوس ہوئی کہ دونوں یہودی قطبوں یعنی کمیونسٹ بلاک اور سرمایہ دارانہ بلاک یعنی روس اور امریکہ کو ملا دیا جائے اور مل کر Cold War کا خاتمہ کرنا پڑتا۔ اور پھر

دونوں کی قوتوں کو ملا کر ایک نئی مورچہ بندی کرنی پڑتی لہٰذا اس کے لئے انھوں نے دو طریقے اپنائے جو درج ذیل ہیں۔

① تعمیرِ نو Perestroika جس کے تحت کمیونسٹ بلاک کو توڑ کر سرمایہ دارانہ بلاک میں ملنے کے قابل بنانا تھا۔

② کشادگی Glasnost جس کے تحت ایک متحدہ بلاک تشکیل دینا تھا۔ پہلا پرچہ دونوں کا آغاز 1985 سے کر دیا گیا جو 1990-91 میں اختتام کو پہنچا۔

③ نیو ورلڈ آرڈر جس کا اعلان 1991 میں ہوا جس کے تحت یہودیوں کے نقطۂ نگاہ سے مسلم کے کھلنے کے بعد یہودی عالمی نظام کے قیام کی طرف پیشقدمی کی جائی ہے۔

اس نیو ورلڈ آرڈر میں یہودیوں کی 1919 میں قائم کردہ Monocracy, Dunocracy میں بدل جائے گی۔ چنانچہ 1990 کے بعد دنیا میں واحد یہودی قوت امریکہ کی شکل میں ہے جو بقیہ تین ملانیہ شعبوں یعنی یہودی تیسری قوت کے پہلے شعبے یعنی مالیاتی عالمی یہودی نظام اور دوسرے شعبے یعنی اقوام متحدہ کے ساتھ کلی یہودی غلبہ کے لئے کوشاں ہے۔

ماوراء استعماریت: ⑧ ماوراء نئی استعماریت عہد Ultra Neo-Colonialisation Era اسے Age of Jewish total monopoly اور حق کے کلی طور پر بے دخلی کا عہد Age of Total Marginalisation of Haq بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس عہد میں یہودیوں کی کوشش ہے کہ ساری غیر یہودی دنیا کے عقاید، عبادات، معاملات، تمدن، تہذیب، ثقافت، زبان، معیشت، قوتی، وسائل، ترسیل، تدبیر، عمل و وقوع، گزرگاہ، غرض زندگی کے ہر شعبے پر غیر یہودی تنسیخ و قانون کا خاتمہ اور پوری دنیا پر کلی یہودی اجارہ داری کی اقامت کر دی جائے۔ اس عہد کی شروعات عملاً 1989 سے ہو چکی ہے۔ اس کی علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں، سارے عرب ملکوں پر علانیہ اتحاد عربیوں کا سایہ خواہ براہ راست یا بالواسطہ ختم ہو جانا، سوویت یونین کا ٹوٹ کر منتقل ہو جانا عربی قوت مزاحمت کا بالکل ٹوٹ جانا، فلسطین کی تنظیم آزادی PLO کا بے دست و پا ہو جانا

کے تین Threat میں سے کم از کم ایک کو انھوں نے کلی طور پر اور بقیہ دو کو 90% اور 80% فیصد Neutralise کر دیا ہے۔ مسلمانوں کی سیاسی اور معاشی قوت 90% ٹوٹ چکی ہے اور ان کی عالمی، ملاقائی، اجتماعی اور انفرادی زندگیاں یہودیوں کے مالی تحفے کی گلی گرفت میں ہے جو ہر لمحے سخت ہوتی جا رہی ہے۔

کلی اجارہ داری: ہر چند کہ بھی ماوراء نو استعماریت عہد کے شروع ہونے میں چند ماہ باقی ہیں لیکن یہ ہر عمل ہو گا کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ یہودی سازش نے اب تک کیا حاصل کر لیا ہے اور یہودیوں اور عالم اسلام کی حقیقی صورت حال کیا ہے۔ واضح ہو کہ اگر ابتداء میں دنیا کی جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا تھا اس کے حقیقی مالک اب تک اہل اسلام تھے۔ لیکن ان تمام چیزوں پر یہودیوں کی بالادستی قائم ہو چکی ہے۔ یہودی اجارہ داری کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

عقائدی: ① عقائدی اجارہ داری۔ عقائدی اجارہ داری کا مفہوم ہے ساری دنیا سے غیر یہودی اسود کلی خواہ انفرادی سطح پر ہوں یا اجتماعی سطح پر عقائد سے تعلق رکھتے ہوں یا عبادات سے یا معاملات ہوں یا تدبیر منزل ـــــ خاتمہ کر دیا جائے یا ان کی کلی بیخ کنی ہو جائے۔ اس کا دوسرا مفہوم ہے دنیا سے ربانی دیانت، اخلاقیات اور احکام مثلاً حلال و حرام کا خاتمہ کر دینا اور ہر اس چیز کو ممنوع، قابل گرفت قرار دینا جو اللہ کے نزدیک محبوب اور مطلوب ہے اور ہر اس چیز کو مستحسن قرار دینا جو شیطان کے یہاں محبوب و مطلوب ہے۔ اور پوری عالم انسانیت کو ربانی دین کے بجائے شیطانی دین پر کھڑا کر دینا۔ عالم عیسائیت نے اس سازش کے سامنے اٹھارہویں صدی ہی میں گھٹنے ٹیک دیئے تھے۔ اب ان کا مقابلہ عالم اسلام سے تھا۔ لہٰذا گزشتہ دو سو سالوں میں اور بطور خاص جنگ عظیم اول کے بعد اجتماعی یا امت کی سطح پر اسلام کی ہر چیز ٹوٹ چکی ہے صرف حج کے مراسم باقی رہ گئے ہیں۔ اور انفرادی سطح پر عبادات کی چند چیزیں۔ ورنہ اسلام کا اجتماعی نظام، حلال و حرام کی کلی اور انفرادی سطح، عبادات، اور معاملات کی ہر چیز ٹوٹ گئی ہے۔ اور اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہو گی کہ یہ حدیث آج کس قدر پوری ہوتی نظر آتی ہے:

عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليأتين على الناس

[illegible] إلا أكل الربوا فإن لم يكن فمن أقتر مذ بمت بخار و

[illegible] ـــــــــ رواه احمد وابو داؤد والنسائی وابن ماجه

[illegible] حیات انسانی کی جملہ اجتماعی اور انفرادی پہلوؤں ـــــ رزق، متاع، عبادات [illegible] حیات، سب پر حرام کا کلی تسلط ہوگیا ہے۔

[illegible] ۲ معاشی اجارہ داری: گزشتہ ۶۰۰ سالوں میں نظام عالم کا یہودی انقلاب [illegible] لایا گیا ہے۔ ان کا مالی فتنہ ہی جملہ نظام ہائے عالم کے انہدام کا سبب بنا۔ [illegible] سے مقابلہ اسی مالی نظام کے تحت ٹوٹ رہے ہیں۔ انیسویں صدی کے اوائل تک [illegible] تھی اور اس کا ممیز کرنے والا عنصر مالی قوت تھی۔ لیکن اب دنیا کی عسکری قوت [illegible] یہ قوت یہ سب یہودی مالی قوت کے زیر نگین ہو چکے ہیں۔ چنانچہ دنیا کی ساری دولت [illegible] وذرائع دراصل ان کے مالی نظام کا حصہ بن چکے ہیں۔ اس وقت اگرچہ اس [illegible] کو بعض مصلحتوں کے تحت تین ادارے چلا رہے ہیں جو سراسر یہودی ہیں یعنی [illegible] امریکہ ② ماقبل کی تیسری قوت کا دوسرا شعبہ یعنی World Bank اور IMF [illegible] قوت کا پہلا شعبہ براہ راست یہودی عالمی مالی نظام۔ ان امور کی تشریح [illegible]

③ سیاسی اجارہ داری: جنگ عظیم دوم کے بعد ساری دنیا کی سیاسی اجارہ داری [illegible] پہلے دو قطبوں کو منتقل ہوئی اور اقوام متحدہ اشتراک کے دور سے گزرتی رہی پھر [illegible] میں تحلیل ہو گئے اور اقوام متحدہ سربرآوردہ ہو کر کام کرنے لگی اور دنیا کی تمام [illegible] حیثیتیں موہوں کی سطح پر آگئیں اور ساری دنیا کی مرکزی حکومت اقوام متحدہ کی ہوگئی۔ [illegible] عرض یہ باقی ہے کہ وہ ایک قطب بھی ختم ہو جائے گا۔ اس نظم کے تحت یعنی اقوام متحدہ (State of the Sons) ریاستوں کی ریاست کی حیثیت سے پہلی لڑائی جنگ خلیج تھی۔ [illegible] ریاستوں کی ریاست نے گویا ایک ریاست عراق کی بقاوت کو دیگر ریاستوں سے منگوائی [illegible] فتنے کو زیر کر لیا۔ اب رفتہ رفتہ دنیا کے تمام ملکوں کو عسکری قوت رکھنے کی ممانعت [illegible] ہو جائے گی اور اگر یہودی اس عسکری قوت اقوام متحدہ کے اندر سے آئے گی اس طرح یہود کا [illegible]

قائم کئے جانے کا منصوبہ ہے۔

عسکری: ④ عسکری اجارہ داری: یہودیوں کی عسکری اجارہ داری کا مفہوم ہے کہ غیر یہودی دنیا کو عسکری طاقت سے کلیتاً محروم کر دینا بلکہ طویل المدت طور پر حاصل ہونے والی عسکری اور بنیادی صلاحیت Actual Potentialities سے محروم کر دینا تاکہ کبھی بھی اس یہودی اجارہ داری کے خطرے میں گھرنے کا امکان ہی ختم ہو جائے۔ اس کی ابتداء 1919 کے بعد ہی ہوئی تھی لیکن German Retardation نے یہودیوں کو کامیاب ہونے نہیں دیا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد زیادہ منظم طریقے سے اس کا آغاز کیا گیا۔ ہر چند کہ یہاں بھی یہودیوں کو مسلم Retardation کا سامنا ہے لیکن وہ اس کے لئے پوری طرح کوشاں ہیں۔ جنگ خلیج کا ہونا اور عراق کی تباہی دراصل بنیادی طور پر اسی کا نتیجہ ہے۔ کویت کا واقعہ تو صرف ایک بہانہ تھا۔ اب صرف دو طاقتیں پورے عالم اسلام میں پنپ رہی ہیں جو کسی بھی لمحے زد میں آسکتی ہیں۔ یعنی پاکستان اور ایران۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو ساری دنیا میں یہودی اجارہ داری کا ناقابل تسخیر نظام قائم ہونے کا خطرہ ہے۔ یہ عسکری اجارہ داری بنیادی طور پر ایک عمودی توازن پر قائم ہے۔ اگر عالم اسلام اس عمودی توازن کو توڑ دینے میں کامیاب ہو گیا تو یہودیوں کی ساری منصوبہ بندی [illegible] خاک میں مل جائے گی اور اگر یہودی اس عمودی توازن کے توڑنے کے خطرے کو رفع کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان کی اجارہ داری مکمل طور پر قائم ہو جائے گی۔ اس عمودی اجارہ داری کے تین ستون ہیں:

① جوہری عسکری قوت

② ترسیلی نظام یعنی ریلسٹک میزائل سسٹم

③ بالائی خلاء کا سواصلاتی نظام

وسائل: ⑤ وسائل کی اجارہ داری: وسائل کی اجارہ داری کا جہاں تک تعلق ہے تو عالم اسلام پوری طرح یہودیوں کا غلام ہو چکا ہے اور اس کی یہ حالت اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک عسکری Deterrent کے وہ حامل نہیں ہو جاتے۔ عالم اسلام کے [illegible] صنعتی، سیاسی، تعلیمی، انسانی اور سائنسی وسائل پر یہودیوں کا قبضہ کس قدر

ہو گیرہے اس کا اندازہ جنگ خلیج کے موقعہ پر ہوا۔ یہودیوں نے اپنے دشمنوں سے جنگ خود دشمنوں کی طاقت، ان کے سرمائے اور ان کی ہی زمین پر لڑی اور فتح کے بعد بطور احسان ایک طرف دشمنوں پر اپنی کل اجارہ داری قائم کی تو اور دوسری طرف جنگ کے اخراجات کو دس گنا زیادہ وصول کیا اور اس احسان کے بدلے اصل وصولیابی کے دس گنی رقم دنیا کے مختلف حصوں سے چھین لی۔ ایک عام اندازے کے مطابق جنگ خلیج میں یہودی افواج پر کل خرچ سات سے دس ارب ڈالر ہوئے انھوں نے اسی سے سو ارب ڈالر وصول کئے۔ اور اسرائیل اور دیگر خفیہ ذرائع سے عربوں سے تقریباً ایک ہزار ارب ڈالر چھین لئے۔ اس وقت عربوں کی وہی حالت ہو چکی ہے جو شاہ عالم کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ بکسر کی لڑائی کے بعد ہو گئی تھی یہودی اس سلسلے میں اتنے حساس ہیں کہ وہ کسی چھوٹی سے چھوٹی کوشش کو جو انھیں اپنے لئے خطرہ محسوس ہو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں چنانچہ B.C.C.I. جیسے ادارے کو بھی برداشت کرنا ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ بالآخر اسے ختم کر کے ہی انھوں نے دم لیا۔

ترسیلی: ③ ترسیلی وسائل: اس پر چوتھی اور پانچویں اجارہ داری کے سبب ان کو بہت حد تک کنٹرول حاصل ہو گیا ہے۔

تدبیری: ④ تدبیری وسائل: اس پر بھی چوتھی اور پانچویں اجارہ داری کے سبب ان کی حکمداری قائم ہو چکی ہے۔ اس کا اندازہ عراق کی ناکہ بندی، لیبیا کا مقاطعہ، ایران اور پاکستان جانے والے جہازوں کی تلاشی، شام جانے والے جہازوں کی جبری واپسی، اردن جانیوالے جہازوں سے مال کی ضبطی اور یوسنیا ہرزے گووینا کی ناکہ بندی، بحر اڈریاٹک کی ناکہ بندی جیسے امور سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

یہودی فتنہ کے طریقے: یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ تاریخ جو فتنہ مال کی نشاندہی کے لئے یہودیوں نے کن طریقوں کا استعمال کیا؟ اور آخر ان کی حکمت عملی کیا رہی ہے۔ کے ذیل میں بیان ہوئی (صفحہ ۹ تا ۲۲) اس کو روبہ عمل

ہر چند کہ یہ امر نہایت ضروری ہے لیکن بعض وجوہات سے ہم اسے مختصراً ہی بیان کرنے

یوں تو اس کام کے لئے یہودیوں نے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں طریقے استعمال کئے لیکن بطور خاص دو اصولی طریقے اپنائے گئے۔ وہ دونوں اصولی طریقے درج ذیل ہیں:

دو طریقے: ① تعقلیت Rationalisation
② مردم سازی Humanisation

یہ بات آپ کے علم میں ہوگی کہ یہ مخصوص اصطلاحات ہیں جن کی معنویت وہ نہیں جو ان کے لغوی مفاہیم میں پوشیدہ ہے۔

ان میں پہلا طریقہ یعنی تعقلیت Rationalisation کے تحت کم از کم تین فروعی طریقے استعمال کئے گئے جو درج ذیل ہیں:

تعقلیت کی تین شاخیں: ① سیکولرائزیشن Secularisation
② ڈیماکریٹائزیشن Democratisation
③ کمرشیالائزیشن Commercialisation

چونکہ ان کی کسی قدر مختصر ہی سہی تشریح ہو چکی ہے لہذا سر دست ہم اس سے صرف نظر کرتے ہیں۔

ہیومنزم: دوسرا اصولی طریقہ جس کا استعمال ہوا مردم سازی Humanisation کا تھا۔ مردم سازی کے طریقے 1000 عیسوی سے جو کچھ اپنائے گئے خود ان کی تراشیدہ ہزاروں سے متجاوز ہے جس سے صرف نظر کرنا ہی مناسب ہے۔ میں یہاں صرف اس طریقے کا تذکرہ کروں گا جس کا بطور خاص بیسویں صدی میں استعمال ہوا اور اب اس پر تقریباً سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس طریقے کا نام ہے Transcendentalism اور اس کا مطلب ہے ایسی قوتوں اور صلاحیتوں کو نمو دینا اور ان کی اقامت کرنا جو دنیا کی تمام غیر یہودی قوتوں اور مزاحمتوں کو گرا کر یہودی عالمی نظام کے لئے راستہ ہموار کرے اور اس کے غلبہ کے بعد اسے تحفظ دے سکے۔

یہودیوں نے اس کا بھرپور تجربہ کر لیا تھا کہ عیسائیوں کے Ecumenism کا تانا کن لوگوں سے کیا جا سکتا ہے اور وہ کتنی قوت مزاحمت رکھتا ہے۔ لیکن عالم اسلام اور اسلام کے

سلسلے میں انھیں سخت خدشات لاحق تھے۔ وہ سب کچھ کوشش کرنے کے باوجود اسی مقام پر پہنچے کہ عالم اسلام کی اندرونی قوت کو توڑنا بہت مشکل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں کی Ecumenism کی جڑیں بہت گہری نہیں جبکہ عالم اسلام کی اندرونی قوت کی جڑیں بے نظیر ہیں۔ ان کو بخوبی علم ہو گیا کہ جب تک خود اسلام کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا عالم اسلام کا خاتمہ ممکن نہیں۔ اور اسلام کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کے قلعوں کو مسمار نہ کیا جائے۔ اور اسلام کے قلعے ہیں ① قرآن ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ③ اسلامی قوانین کی اصولیات اور ان کی ترتیب ④ اسلام کا تصورِ امت اور تصورِ اجتماعیت ⑤ قرآن وسنت میں مذکور تصورِ آخرت اور تصورِ جزا وسزا۔

چنانچہ ان کے انہدام کے لئے انہیں ایک خصوصی میکانزم کو وضع کرنا پڑا جسے میں Transcendentalism سے موسوم کیا ہے۔ ان امور کی تشریح کی سردست گنجائش نہیں میں صرف ان اعضاء کا تذکرہ کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جن پر یہ نظام قائم ہے اور جن کے سہارے یہ کوشش ہو رہی ہے۔ واضح ہو کہ ان میں سے ہر طریقہ شیطانی اصولیات پر قائم ہے۔

اس طریقہ کے چند اعضاء درج ذیل ہیں:

① تحریکات انسانی حقوق — Human Rights Movements
② ماس میڈیا (ذرائع ابلاغ) — Mass Media

اس کے تحت مقامی ملاقاتی اور عالمی سطحوں پر کم از کم آٹھ طریقے رائج ہیں۔

③ ماحولیاتی تحریکات — Ecological Movements
④ علمی ارتکاز — Academic Unification or Centralisation
⑤ اطلاعی ومعلوماتی ارتکاز — Informational & Knowledge Centralisation
⑥ اعصابی ارتکاز — DataCentralisation
⑦ مواصلاتی ارتکاز — Communicational Centralisation
⑧ ثقافتی ارتکاز — Cultural Centralisation

⑨ مواصلاتی ارتکاز — Timous Centralisation
⑩ اخلاقی ارتکاز — Moral Centralisation

مغرب واسلام کا موازنہ II: اٹھارہویں صدی سے لیکر اب تک مغرب کی بالادستی اور تسلط اور عالم اسلامی کی بربادی کا سبب مغرب کی علمی، فکری، سائنسی وتہذیبی ترقی کو قرار دیا جاتا ہے جو وہاں نشاۃ الثانیہ کے بعد ظہور میں آئی۔

غلط فہمی: چنانچہ بعض سنجیدہ مسلمان بھی مسلمانوں کی خلاصی کے لئے مغرب سے مسابقت کی دوڑ میں شریک ہو جانے اور ان کے اصولوں پر اپنے گھر کے استوار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ہم جوں جوں ان کی نقالی کرتے گئے ہم اور زیادہ ان کے دام تزویر کا شکار ہو گئے۔ دراصل یہ تجزیہ ہی غلط اور غلط تھا۔ تو تجویز کا غلط ہونا یقینی امر تھا۔ اسے درج ذیل نکات کے تحت اختصار سے بیان کیا جا سکتا ہے:

① نشاۃ الثانیہ کوئی ارتقائی تحریک نہیں بلکہ ایک سازش تھی اس کی موجودہ شکل یہودی تاریخ دانوں کی انساب طرازی سے ایسی معلوم ہوتی ہے۔

② عالم اسلام میں قوت حاکمہ کا زوال دراصل سازش سے ہوا علمی فکری صنعتی، سائنسی مسابقت میں شکست کے نتیجہ میں نہیں ہوا۔

③ عالم اسلام کی قوت حاکمہ کے زوال کے بعد انہیں ہر طرح کی غلامی میں جکڑ دیا گیا۔

④ اس غلامی کے باوجود عالم اسلام میں ان تمام راستوں کو مسدود کر دیا گیا اور ان کے استعمال پر پابندی عاید کر دی گئی جن سے مغرب کی علمی فکری، سائنسی اور صنعتی بالادستی کو چیلنج زون میں ختم کر دیا جا سکتا تھا اور وہ بھی اپنے روایتی ذرائع معلومات سے مغرب کی نقالی کر کے نہیں۔

زوال کے اسباب: عالم اسلام میں اٹھارہویں، انیسویں اور بیسویں صدی میں زوال کے آنے اور چھا جانے کے اسباب صرف تین ہیں:

① اسلامی معاشرے میں اسلامی اخلاقیات کا انہدام۔

② اسلام کے تصورِ آخرت کا کمزور پڑ جانا۔

④ اہمیت کی اکثریت اور بطور خاص علمی اس طبقے کا تصور جہاد سے خالی ہو جانا اور جہاد سے پہلو تہی کرنا اور عوام الناس کے معاشرے کا غیر جہادی ہو جانا۔

چونکہ ہماری بحث کا موضوع بنیادی طور پر اقتصادی صورت حال ہے اس لئے ہم صرف اقتصادی موازین سے بحث کریں گے۔

مغرب کی بیں علمی، سائنسی، صنعتی ترقی کی دھوم ہے اور عالم اسلامی کے جس علمی، سائنسی، صنعتی زوال اور پس ماندگی کا پرچار ہے اس کا ایک ہی میزان اقتصادی سے ہم بھی جائزہ لیں اور دیکھیں کہ حقیقت واقعہ کیا ہے۔ ہم درج ذیل شرائط پیش نظر رکھتے ہیں:

شرائط مطالعہ: ① ایک ایسے وقت کا ذکر ہو جب مغرب کی علمی، سائنسی و صنعتی ترقی اپنے عروج پر ہو۔

② ایک ایسے شعبے کا ذکر ہو جس میں مغرب کی علمی سائنسی و صنعتی ترقی خود وہاں کے دیگر شعبوں سے زیادہ آگے ہو۔

اب ان شرائط کو پیش نظر رکھ کر درج ذیل اقتباسات کا مطالعہ کریں۔

حقائق: ① برطانیہ کے ہاؤس آف کامنز نے ۱۸۱۳ میں ٹامس منرو Thomas Munro سے چاہا تاکہ آخر انگلینڈ کے صنعتی انقلاب کے کپڑے ہندوستان میں کیوں نہیں بکتے تو اس نے جواب دیا:

"Among the causes which precluded the extended sale of British goods in India he mentioned" the religious and Civil habits of the natives, and mere than anything else, I am afraid the excellence of their own manufactures

ایک ہندوستانی شال سات سالوں تک استعمال کرتا رہا پھر وہ کہتا ہے:

I have never seen an European Shawl that I would use, even if it were given to me as a Present.

(Minutes of Evidence, & Co., on the Affairs of the East India Company (1813), PP-123, 172, 196.)

عمر سوال ہے کہ تم ہم کو صنعتی برتری کی وجہ سے ترقی یافتہ کہتے ہو تو ہم تمہارے ملک کی صنعتی برتری کی وجہ سے تمہارے ملک کو کیا کہیں؟ غالب آگئی اور تمہاری انتقادات کے باوجود ہم تمہارے ملک میں [illegible] ہاؤس آف کامنز میں شہادت دیتے ہوئے John Kanking کے ایک تاجر سے پوچھا گیا:

"Can you state what is the ad valorem duty on piece goods sold at the East India House?"

"The duty on the class called Calicoes is £3,6s, 8d percent upon importation, and if they are used for home consumption there is a further duty of £68,6s, 8d percent."

"There is another class called Muslins, on which the duty on importation is 10 percent, and if they are used for home consumption, of £27, 6s, 8d percent."

"There is a third class coloured goods which are prohibited being used in this country, upon which there is a duty upon importation of £3,6s,8d percent, they are only for exportation point."

"This session of Parliament there has been a new duty of 20 percent on the consolidated duties, which will make the duties on Calicoes ..... used for home consumption, £78, 6s, 8d percent, upon the muslins for home comsumption £31,6s,8d" (Ibid. Page 296)

چنانچہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک ڈائرکٹر Henry St. George Tucker نے 1823 میں لکھا:

"India is thus reduced from the state of the manufacturing to that of an agricultural country. (Memorials of the Indian Govt. being a selection from the papers of Henry St. George Tucker London, 1853 Page 494)

یہ غیر متوازن صورت حال آخر کب تک چلتی۔ بالآخر بے شمار مشکلات کے باوجود عالم اسلام کے اہل حرفہ اور صنعتکار مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی قوت مدافعت بالکل ٹوٹ گئی:

یہاں ایک تاریخ داں جو ہم عصر ہے کا بیان قابل ذکر ہے۔ وہ کہتا ہے:

"It is also a melancholy instance of the wrong done to India by the country on which she has become dependent. It was stated in evidence (in 1813) that the cotton and silk goods of India upto the period would be sold for a profit in the British Market at a price of 50 to 60 percent, lower than those fabricated in England. It consequently become necessary to protect the latter by duties of 70 and 80 percent. On their value or by positive prohibitation. Had this not been the case, had not such prohibitary duties and decrees existed, the mills of Paisley and Manchester would have been stopped in their outset, and could scarcely have been again set in motion, even by the power of steam. They were created by the scrifice on the Indian manufacture. Had India been independent, she would have retaliated, would have imposed prohibitive duties upon British goods, and would thus have preserved her own productive industry from annihilation. This act of self defence was not permitted her, she was at the mercy of the stranger. British goods were forced upon her without paying any duty, and the foreign manufacturer employed the arm of political injustice to keep down and ultimately strangled competitor with whom he could not have contended on equal terms."

(Mill, History of British India, H.H. Wilson's continuation, Book I, Chapter 8 note)

مغرب کی علمی فکری، سائنسی اور صنعتی ترقی اور عالم اسلام کے زوال کا حال اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ ہاں اس سازش کے نتیجے میں اور اپنی کمزوریوں کی وجہ سے جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا جب عالم اسلام غلام ہوگیا اور اس کی قوت بکھر گئی تو پھر ہر طرح کا علمی فکری سائنسی و صنعتی ادبار ان پر مسلط کردی گئی، ورنہ واقعہ یہ ہے کہ اٹھارہویں صدی کے آواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں جتنے بڑے اور اونچے علمی، فنی، سائنسی اور صنعتی کارنامے عالم اسلام میں ہوئے تھے

مغرب میں ہونے والے کارنامے ان کے پاسنگ کے برابر بھی نہیں ہاں آج ان پر تاریخ کی گرد پڑ چکی ہے اور ہماری ذہنی مرعوبیت نے انھیں اور ذلیل کردیا ہے۔ ورنہ اس عہد میں عالم اسلام میں کام کرنے والے رصدگاہوں اور مغرب کے رصدگاہوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ تنہا شاہ کلیم طیار الزمن کے گھرانے میں Mathematics Astro Physics, Physics کی جو تصنیفات ہو رہی تھیں ان کا کیا کوئی جواب اس وقت کے یورپی تصنیفات میں ہے۔ اور کل کی بات تو الگ رہی۔ ممکن ہے کل کی باتوں پر آج کسی کو یقین نہیں بھی آسکتا ہے خصوصی طور پر ایسی حالت میں جب مرعوبیت عام ہو لہٰذا آج کی ایک تازہ مثال کافی ہوگی۔ اگر عالم اسلام مغرب سے علمی فکری، سائنسی اور صنعتی دور میں واقعی پیچھے ہے تو آخر مغرب کا یہودی نظام بجبر اس عدم توازن کو قائم رکھنے کی کوشش کیوں کر رہا ہے۔

اگر صرف دس سالوں تک علم کے کسی بھی میدان میں دونوں آزادانہ کام کریں یا دونوں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ مغرب عالم اسلام سے کتنا آگے ہے۔ بلاشبہ ایک سازش اور ایک کوتاہی کے سبب یقیناً ایسا ہوا کہ ایک فریق دوسرے کو باندھ کر بے دست و پا کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے ورنہ دونوں کی صلاحیتوں میں کوئی فرق نہیں۔

انحطاط کی تاریخ: یہودیوں کی اس عالمی فتنہ مآل کی سازش کے تعلق سے عالم اسلام کے انحطاط کی تاریخ دو حصوں میں منقسم کی جاسکتی ہے۔

دو عہد: ① عہد انہدام 1600 - 1923
② عہد انضمام 1924 - ?

انہدام کے ادوار: عالم اسلام کا عہد انہدام وہ زمانہ ہے جب یہودیوں نے عالم اسلام میں نفوذ حاصل کرکے اسے ڈھانا شروع کیا اور خود عالم اسلام اپنی کمزوریوں بروقت کارروائی کے فقدان اور جہاد سے بے توجہی کے سبب اسے روکنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ یہ مدت خود مختلف ادوار پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں:

① دور اول 1799 - 1498 جب یہودیوں کی کمینگاہیں عالم اسلام میں جاری ہوئیں

بحر ہند، بحر احمر اور بحر متوسط پر ان کا تسلط ہو گیا یہاں تک کہ مشرق وسطیٰ میں مصر اور بلاد مشرق میں ہندوستان میں موثر مزاحمت ختم ہو گئی 1798 میں نپولین نے مصر کے نیل پر قبضہ کیا اور 1799 میں ٹیپو سلطان کی شہادت ہو گئی۔

② دور دوم (1800-1857) یہ وہ مدت ہے جب یہودی قوت اسلامی Heartland میں داخل ہو گئی ہے اور پوری طرح موثر ہو گئی۔ کریمیا 1854 میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے جاتا رہا۔ ہندوستان پوری طرح برطانوی اقتدار کا حصہ بن گیا۔

③ دور سوم (1859-1923) یہ وہ خطرناک عہد ہے جب یہودیوں نے عالم اسلامی کو پوری طرح اپنی گرفت میں لیکر اس کے کلی انہدام کی کوشش کی۔ حبۃ صیون (Hibbot Zion) سے صیہونیت (Zionism) کا سفر اسی مرحلے میں طے کیا گیا۔ بالآخر اسلام کا سیاسی، معاشی، معاشرتی، اجتماعی، فقہی اور قانونی نظام 1923 میں منہدم کر دیا گیا۔ یعنی خلافت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلام کا 99% فقہی نظام اور اسلامی نظام Islamic order جسے زمانۂ نبوی میں قائم کیا گیا تھا ختم ہو گیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے الفاظ میں اب وہ خلیفہ نہیں رہ گیا جو جہاد مسلمین کے مصالح کے لئے ناگزیر ہے جو اس کے بغیر کوئی دوسرا نہیں کر سکتا جن کا تعلق سیاست المدینۃ سے بھی ہے اور ملک وجود سے بھی۔ گویا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے چار شعبوں کو جس منصب میں جمع فرمایا تھا یعنی باب المظالم، باب الحدود، باب القضاء اور باب الجہاد جو زمین پر اظہار دین کی علامت تھا وہ بکھر گیا۔

ساری فقہ مفلوج جزوی اور بالقوۃ ہو کر رہ گئی۔ نہ اقامت صلوٰۃ ہے۔ نہ احکام ملت سے استفادہ، نہ تعظیم شعائر، نہ عرضۂ مسلم نہ ظہور شوکت، نہ اجتماع جنود نہ تنویہ ملت۔ حلال و حرام، نہ امر معروف نہ نہی عن المنکر، نہ تصور دار الاسلام و تصور دار الحرب، کوئی دروازہ کھلا نہیں رہ گیا نہ باب المظالم نہ باب الحدود، نہ باب القضاء نہ باب الجہاد۔

(1924-?) ④ عہد انہدام

کو اور اس کے اندر پائے جانے والے انفرادی اور اجتماعی اداروں کو اپنے عالمی یہودی نظام میں ضم کرنا شروع کر دیا۔ ہم عہد انہدام سے گزر رہے ہیں۔ یہ عہد انہدام دو حالتوں پر مشتمل ہے۔

① رضاکارانہ انہدام

② جبری انہدام

ہمارے بعض اشخاص اور ادارے از خود اسلامی نظام چھوڑ کر یہودیوں کا اتباع کر رہے ہیں اور رضاکارانہ طور پر خود کو عالمی یہودی نظام کا حصہ بنا رہے ہیں۔

تو دوسری طرف جواب بھی مزاحمت کر رہے ہیں انھیں یہودی بزور اپنے نظام کا حصہ بنانے پر مجبور کر رہے ہیں۔

یہ دور بھی کئی حصوں پر مشتمل ہے۔

① دور اول 1925-1945

جب یہودی اپنے حیلوں کی مدد سے اس بات میں پورے کامیاب ہو گئے کہ ٹوٹی ہوئی خلافت کو دوبارہ قائم کرنے کی ہر آواز دبا دی جائے اور اس ادارے کو از سر نو استوار ہونے کی ہر گنجائش ختم کر دی جائے۔

② دور دوم 1946-1973

جب یہودی دور اول کے تجربہ کی روشنی میں پوری طرح مطمئن ہو گئے اور اپنے دیرینہ منصوبہ کی تکمیل کی طرف بڑھے۔ اسرائیل کا قیام 1948 میں مسجد اقصیٰ پر قبضہ 1967 میں، مسجد اقصیٰ کو آگ لگا کر تباہ کرنے کی کوشش 1969 میں، مسجد اقصیٰ کو اندر سے کھوڈ ڈالنے کی کوشش اسی دوران ہوئی۔ یہاں تک کہ ایک بڑا واقعہ 1973 کا تیل کی ناکہ بندی کا ہوا جس سے یہودیوں کو اپنے منصوبے میں ایک بڑے نقص کا علم ہوا۔

③ دور سوم 1974-1991

یہودیت اور اسلام کی کشمکش میں یہ دور نہایت ہنگامہ خیز اور بے یقینی کا رہا۔ یہودیوں کی یلغار سے نہ صرف یہ کہ عالم اسلامی بے دم ہو گیا بلکہ اسلام کی اچانک ابھر آنے والی

قوت مدافعت سے یہودیت بھی ہزار سال ہو گئی۔ لیکن ایک طرف یہودیوں کی سوچی سمجھی اسکیم اور تیاری اور دوسری طرف مسلمانوں کی بے سنگم قیادت اور کوششیں۔ اس دور میں چار غیر معمولی واقعات ہوئے جن میں ہر ایک کا تعلق دنیا کی اس منظم تبدیلی سے ہے جس کا ہم آج مشاہدہ کر رہے ہیں۔ یہ چار واقعات ہیں۔

① ۶ اکتوبر 1973 کو مصر کا اسرائیل پر حملہ اور ۱۸ اکتوبر کو OPEC کا اسرائیل کے حامیوں کو تیل کی سپلائی پر پابندی۔

② صرف تین مہینوں کے اندر اندر عربوں کے پاس ساری دنیا سے سمٹ کر بے پناہ دولت کا جمع ہونا۔

③ 1973 تا 1975 کے دوران اس کا انکشاف ہونا کہ عربوں نے اس بے حد و حساب دولت کو یہودیوں کے عالمی مالی نظام میں نفوذ کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا ہے۔

④ اور 1979 میں مغرب کی عالم اسلام کے قلب میں سب سے بڑی عمیل مملکت کا خاتمہ اور وہاں اسلامی انقلاب کا برپا ہو جانا۔

ان میں سے تمام باتوں کا مفصل ذکر ان شاء اللہ بعد میں آئے گا۔ ان واقعات نے یہودی مالی نظام کو ہلا کر رکھ دیا اور انھوں نے بالآخر نئی صف بندی اور نئی مورچہ بندی کرکے اور عالم اسلام کو کلیتاً تباہ کر دینے کا فیصلہ لے لیا۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے اس کا بھی فیصلہ کیا کہ عالم اسلام کو کلی طور پر ختم کر لیا جائے۔ 1991 جنگ خلیج اور بعد کی کوششوں کا فیصلہ 1981 میں لے لیا گیا تھا۔

III

فتنۂ مال کا حملہ: انیسویں اور بیسویں صدی میں اسلام اور عالم اسلام پر یہودیوں کے حملے کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات نظر آتی ہے کہ انھوں نے مذکورہ دو طریقوں یعنی تعقلیت Rationalisation اور اس کے شعبوں سیکولرائزیشن،

تین نظاموں کو ختم کرنے اور تباہ و برباد کر دینے کے لئے کیا۔ وہ تین نظام ہیں:

① نظام عقاید
② نظام اجتماعیت و امت
③ نظام معاش

تین نظاموں کا خاتمہ:

نظام عقاید: نظام عقاید کی تباہی کے لئے انھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ یا تو مسلمان اپنے اصولیات دین سے خود برات کا اعلان کر دیں یا انھیں قرآن اور سنت اجماع اور قیاس کے بجائے تقلیت کی بنیاد پر استوار کریں۔

نظام اجتماعیت: نظام اجتماعیت و امت کی تباہی کے لئے انھوں نے نظام خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ اور اجتماعیت کی ہر شکل یعنی اوپر سے نیچے تک یعنی امامت جہاد سے لیکر اقامت صلوٰۃ تک کی ہر شکل کو ختم کرنے کے لئے کوشاں رہے اور ہیں۔

نظام معاش: نظام معاش کی تباہی کے لئے انھوں نے اس بات کی پوری کوشش کی اجتماعی اور انفرادی ہر دو سطح پر اور تقریباً 99% اس میں کامیاب بھی ہوئے کہ عالم اسلام سے نظام حلال و حرام اور نظام تمتع و انتفاع کا خاتمہ کر دیا جائے۔

یہودی کامیابی: لہٰذا وہ اس میں پورے طور کامیاب ہو گئے۔ 1600 سے 1923 تک کی مدت میں اسلام کے نظام عقاید، نظام اجتماعیت و امت اور نظام معاش کلیتاً ٹوٹ چکے ہیں۔ کم از کم اجتماعی اور علی سطح پر تو بالکلیہ ٹوٹ چکے ہیں۔ جہاں تک انفرادی سطح کی بات ہے تو وہاں بھی وہ سخت بے دخلی کا دباؤ (Pressure of Marginalisation) محسوس کر رہے ہیں۔ اسلام کا نظام رزق یعنی متاع طیب کا نظام تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ (اپنی معلومات کی حد تک میں یہ کہنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ شاید ہی کوئی مسلمان دنیا میں ایسا ہو گا۔ ممکن ہے کوئی غاروں میں چھپا ہو جو حرام اشیاء سے استفادہ نہ کر رہا ہو خواہ غذا، لباس، دوا، رہائش، معاملات، کسب وارا کسی شکل میں ہو۔

بطور خاص نظام معاش میں Globalization of System کر رکھا ہے۔ اور وہ نہایت عجلت سے Total Globalization کی طرف جا رہے ہیں۔

یوں تو 1973 سے قبل تیل کی دولت سے مالا مال عرب ممالک اپنی دولت کا استعمال یہودیوں کے ذریعہ ہی کرتے تھے اور یہودی عربوں کی دولت سے اپنے عالمی نظام کو مستحکم کر رہے تھے۔ کویت کی ساری دولت برطانیہ میں بینک آف انگلینڈ اور نیویارک میں ظلیم ترین یہودی بینکار Rockefeller کے مشہور زمانہ Citibank اور Chase کے حوالے ہو جاتی تھی۔ اور سعودی عرب کی دولت تین یہودی بینکار انگلینڈ میں Midland اور نیویارک میں Chase اور Morgan کے حوالے ہو جاتی تھی۔

لیکن 1973 میں حالات نے عجیب صورت اختیار کر لی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۷۳ کو مصر نے اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ ۱۷ اکتوبر کو شاہ فیصل مرحوم کی قیادت میں تیل برآمد کرنے والے ملکوں کی تنظیم OPEC نے اسرائیل کے تمام حلیفوں بشمول امریکہ کو تیل کی سپلائی بند کر دی۔ یہ ایک بڑا اور جرات مندانہ اقدام ضرور تھا لیکن بہت سوچا سمجھا نہیں تھا بلکہ خالص جذباتیت پر مبنی تھا۔ اس میں خود یہودیوں کی طاقت کا صحیح اندازہ کئے بغیر قدم اٹھایا گیا تھا اور اسی لئے مناسب اقدامات کا اس میں فقدان پایا جاتا تھا۔

مغرب اور بطور خاص یہودیوں اور مغربی ملکوں کے لئے یہ ایک ضرب کاری اور جھٹکا سے کم نہ تھا لیکن دیکھتے دیکھتے ایک نئی صورت حال پیدا ہونے لگی۔ جو مغرب اور بطور خاص امریکہ اور برطانیہ کے لئے پہلے جھٹکے سے شدید تر تھی۔ اور نئی تبدیلی یہ تھی کہ تیل کی قیمت میں چار گنا اضافہ سے ساری دنیا کی دولت سیلاب کی طرح عرب ملکوں کے پاس آنے لگی۔ اور سب کچھ تین مہینے میں ہونے لگا۔ مغرب تو بالکل بھوت ہو گیا۔ یعنی صرف چند مہینوں میں OPEC کو ۸۰ بلین ڈالر کی اضافی رقم ملنے لگی۔ جس میں کویت اور سعودی عرب کو تنہا ۳۷ بلین ڈالر ملنے لگے۔

مغرب میں پہلے جھٹکے سے زیادہ جو کہرام مچا وہ یہ تھا کہ اچانک عرب مغرب کی تمام یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں کو گویا کھڑے کھڑے خرید لینے کی حالت میں آ گئے یعنی ایک ماہر اقتصادیات رائے کے مطابق عالمی اسٹاک ایکسچینج میں صرف ۲۵ سالوں میں عرب دنیا کی تمام ظلیم ترین

ملٹی نیشنل کمپنیوں کو خرید لیتے IBM کو سات مہینوں میں Exxon کو چار مہینے میں اور بینک آف امریکہ کو ۱۶ دنوں میں۔

دوسری طرف خود عرب اس دولت کے سیلاب سے پاگل ہو گئے۔ اور اس بے خودی میں وہ دھڑا دھڑ مغربی کمپنیوں میں حصص خریدنے لگے۔ صرف کویت نے ۱۹۷۲ میں ڈیملر بینز Daimler Benz کے ۱۵ فیصد حصص، لندن کی ایک پراپرٹی کمپنی سینٹ مارٹن پیرس کے ٹورس ہٹن Tour Manhattan اور سادھ کیرولینا کا ایک جزیرہ خرید لیا۔

ایران نے مشہور زمانہ کروپ اسٹیل کمپنی Krupp Steel company کے ایک چوتھائی حصص خریدے اور برطانوی کمپنی برٹش لی لینڈ British Leyland کو خریدنے کی کوشش کی۔

سعودی شہزادوں نے کمپنیوں، جہازوں اور بنکوں کو خریدنا شروع کر دیا۔ بعض عرب ملکوں نے خصوصی طور پر ہتھیار سازی کے کارخانے لگانا شروع کر دیئے۔

اب بھی جو دولت بچی اسے بے تحاشا انہیں مغربی بنکوں میں جمع کرا دیا گیا جو اسی طرح معاشرے میں پھیلنے لگے جیسے Eurodollars پھیلا کرتے تھے۔ یہودی بینکار اس نئی صورت حال سے تھرا گئے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی جاگیر پر قبضہ ہو رہا تھا۔

۱۹۷۵ پھر اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ ۱۹۷۵ کی ابتداء میں Multinational سب کمیٹی sub Committee of the Senate Foreign Relations Committee نے ایک جائزہ کے بعد بتایا کہ عربوں کی دولت نے امریکہ کی دیو قامت کمپنیوں ـــــ مثلاً ITT تیل کی بڑی کمپنیوں، دوا ساز اور ہوائی جہاز بنانے والی کمپنیوں Lockheed Northrop کو تقریباً نگلنا شروع کر دیا ہے۔ چونکہ یہی کمپنیاں ایک طرف امریکہ کی پالیسی بناتی ہیں تو اور دوسری طرف یہ یہودیوں کی تیسری طاقت کا پہلا حصہ۔ لہٰذا اس کا خطرہ ہوا کہ اس سے تمام دنیا پر مکمل عرب چھا جائیں گے۔ بصورت حال اتنی خطرناک ہو گئی کہ خود یہودیوں کے ہر اول دستے آپس میں ٹکرانے لگے۔

The Cracker, The Chemical اور The Mellon نے جواب دیا تو نصف
Bank of America حتیٰ کہ The Chase, The Citibank, The
نے تفصیلات
بند صدر کر دیا۔ ہر چند کہ ان تفصیلات کے چھپانے کا سبب دوسرا تھا۔ مشہور زمانہ یہودی
David Rockefeller بھاگتا ہوا واشنگٹن پہنچا اور اس نے متنبہ کیا کہ اس طرح
یہ حقیقت ظاہر ہونے سے مغرب کے تمام مالیاتی ادارے زمین بوس ہو جائیں گے۔

چنانچہ یہودیوں نے وہی حربہ اختیار کیا جو میں کی دہائی میں وہ اپنا چکے تھے۔
انھوں نے ایک مصنوعی Crash کی کیفیت 1974 میں پیدا کی ــــ لیکن
یہ جھٹکوں کے رویئے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور وہ سب سابق عظیم امریکی
بینک آف امریکہ، سٹی بینک، چیز مین ہٹن اور مارگن سے وابستہ رہے اور چند
یہودی اور بطور خاص لندن کے چار ٹروں کے یہاں دولت انڈیلتے رہے۔

مشرق میں عالم اسلام کے قلب میں یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز
ایران کی حکومت دراصل مشہور زمانہ یہودی بینکار David Rockefeller کے
Chase تھی۔ اور اس کا بینک Chase یہودی سرمایہ داری کی علامت تھا
اور عالمی یہودی سرمایہ داریت کی علامت تھا۔ بقول ایک عرب بینکار کے چیز ایک
جہنم ایک نوٹ ہے۔

۱۹۷۹ کی ۱۶ جنوری کو ایک چوتھا دھماکہ ہوتا ہے۔ مشرق میں عالمی یہودی
حکومت رضا شاہ پہلوی اپنی جان بچا کر ایران سے بھاگ گیا۔ ایران میں اسلامی انقلاب
پہلی بار وہاں کے مذہبی طبقے کو جو اب تک اس یہودیوں کی جڑوں کا علم ہوا۔
ایران کی دولت اور ایران کی دولت جو باہر لگی ہوئی تھی اس کی کھوج کرنے لگے۔
عالمی سرمایہ داری کے لئے یہ دھچکا ناقابل برداشت تھا۔

ان تمام واقعات نے عالمی یہودی قوت کو حواس باختہ بنا دیا اور وہ ایک
فیصلہ کن مقام پر پہنچ گئے۔ عالم یہودیت اور عالم اسلام بیک وقت زندہ
رہ سکتے۔ اگر عالم یہودیت کو زندہ رکھنا ہے تو عالم اسلام کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ اور اس کیلئے

چند بنیادی تبدیلیاں کرنی ہوں گی۔ ایک مشہور تجزیہ نگار کے الفاظ میں:

"The unbalanced state of the world after the oil crisis called for much more fundamental changes in the economic arrangements."

اس کی نظر میں بنیادی تبدیلی کے انتظامات کا مفہوم تھا:

"The reconciliation of this uneasy triangle could not be achieved by the workings of free enterprise alone, even by the most farsighted bankers and businessmen; for it calls for political accomodations which can only be reached by governments and world institutions."

وہ مزید لکھتا ہے:

"The development of truely International bank backed by the resources of all the major nations, which was in the minds of Keynes and others at the end of the second world war, was never more necessary then now, thirty five years later."

آغاز: چنانچہ ۱۹۸۰ کے بعد دنیا میں جو عظیم تبدیلیاں ہونا شروع ہوئیں ــــــ مثلاً برانٹ کمیٹی رپورٹ کے بعد IMF اور W. Bank کا بدلتا چہرہ، سوویت روس میں Perestroika اور Glasnost اور کیمونسٹ نظام کی دکان کا بڑھایا جانا، عراق ایران لڑائی، افغانستان پر روسی تسلط، جنگ خلیج، سب کچھ عالم اسلام میں بنیادی تبدیلی لاکر اسے ختم کرنے اور عالمی یہودی نظام میں ضم کرنے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں ــــ ان کی اسی کوشش کو Total Globalisation کی کوشش کہا جاتا ہے۔

ابھی مغرب 1975 کے جھٹکوں سے پوری طرح سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ طائف میں اسلامی کانفرنس کی تیاریاں ہونے لگیں۔ طائف کانفرنس میں اسلامی ترقیاتی بینک کے ایک اعلان نے یہودی طاقتوں کو پھر ہلا کر رکھ دیا۔ اسلامی ترقیاتی بینک کے صدر ڈاکٹر احمد محمد علی نے اپنی تجویز رکھی تھی کہ کس طرح وہ مغربی طریقہ کار پر چل کر ہی ایک اسلامی مشترکہ منڈی تشکیل

دینا چاہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا یا محض ایک جذباتی بات۔ مگر بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ اس کے پیچھے حقیقت سے زیادہ جذبات تھے۔ چنانچہ مغرب نے فیصلہ کیا کہ اس بے یقینی کو ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا چاہیئے۔ انھوں نے عالم اسلام کے تیل سے مالا مال ملکوں کو عالمی یہودی مالی نظام میں کلی طور پر ضم کرنے کا تہیہ کر لیا۔ جس کی پہلی منزل تھی انھیں انفارمیشن مارکیٹ (Informational Market Place) بازار میں بکڑ دینا۔ لیکن ایسا دین کے تحفظات سے عربوں کی آزادی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ اربوں ڈالر کے سرمائے سے پروجیکٹ شروع کئے گئے۔ دو اصل اور خاص۔ اسلامائزیشن کے بالمقابل ایک اور اسلامائزیشن کی فکری اور عملی کوشش کی تھی جس کا مقصد علمی و فکری اعتبار سے سود کو جائز قرار دینا تھا اور مسلمانوں کے مابین سود سے نفرت کو ختم کرنا تھا تاکہ عربوں کی دولت کو آسانی مغرب کے تہہ خانوں تک پہنچایا جائے۔

نام و نہاد اسلامائزیشن: اس نام و نہاد اسلامائزیشن کے دو فکر کے تین نقطے تھے۔ اور ان تینوں امور کا تعلق اسلام کی بنیاد کا کلی استیصال تھا۔ ظاہری بات ہے کہ اس کے لئے اس فکر سے ہم آہنگ مسلمان ادیب و اہل قلم کو آگے بڑھایا گیا۔ اس کوشش کے تین نقطے درج ذیل ہیں۔

① سیاسی و اجتماعی رجحان Trend

② اخلاقی رجحان

③ مالی رجحان

اجتماعی اور سیاسی ٹرینڈ کی کوششوں کا مقصد اسلام کے تصور اجتماعیت کی بنیادوں کو بدل دینا تھا۔ اور تصور دار الاسلام و دار الحرب کے بجائے موجودہ تصور اکثریت و اقلیت کو استوار کرنا تھا۔ اس طرح تصور اقامت دین یعنی تصور جہاد کا خاتمہ کر دینا تھا۔

اخلاقی رجحان کی کوششوں کا مقصد اسلام کے تصور ملت و امت کے بجائے تعقلی اخلاق کو استوار کرنا تھا جس کے تحت ساری دنیا بشمول اسلامی دنیا کو انسانی حقوق کے نام پر نفاذ شریعت اور اجراء جہاد سے روکنا تھا۔

مالی رجحان کی کوششوں کا مقصد اسلام کے تصور حلال و حرام کو بدل کر مغربی تصور

حلال و حرام کو بظاہر اسلامی علوم سے ثابت کرنا تھا۔ تاکہ مغرب کی یہودی عالمی مالیاتی نظام میں شامل ہونے سے عالم اسلام کو جو تصورات و دلائل روکے ہوئے تھے ان کا خاتمہ کیا جا سکے۔

مغرب کو یہ بات عالم اسلام کے کسی بھی فرد سے زیادہ عین الیقین کی طرح معلوم ہے کہ یہودیوں کے عالمی نظام اور اس کی سازش کا خاتمہ سود کے کلی استیصال سے چشم زدن میں ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ عالم اسلام کو جلد از جلد نظام استیصال سود سے صرف ہٹا دینا ہی نہیں چاہتا بلکہ خود اسے اس نظام سود میں جکڑ دینا چاہتا ہے۔ یہاں قرآن کی یہ آیت اس صورت حال کی بہترین تشریح کر رہی ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض۔ ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ واعلموا ان اللہ غنی حمید ○ الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا واللہ واسع علیم ○ یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وما یذکر الا اولوا الالباب ○ (البقرہ: ۲۶۷-۲۶۹)

عالمی مالیاتی ادارے: عالمی مالیاتی ادارے اور نظام

① آئی ایم ایف International Monetary Fund

برٹن وڈس ایگریمنٹ 1944 کے تحت ایک عالمی مالیاتی فنڈ قائم کیا گیا جس کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے:

عالمی مالیاتی تعاون کو فروغ دینا۔ بین الاقوامی تجارت کی توسیع اور متوازن ارتقاء کو آسان بنانا۔ تبادلہ کے استحکام کی کوشش کرنا۔ یا ادائیگی کی باہمی صورت کے قیام میں مدد دینا۔ مالیات کے اعتبار سے اعتماد بحال کرنا اور عدم توازن کی مدت کو کم سے کم کرنا۔

اس کے اصلی مقاصد تھے کہ مندرجہ بالا تمام امور میں تمام آزاد ملکوں کے اختیار اپنے پاس متمرکز کر کے حکومتوں کی حکومت بن جانا۔

② ورلڈ بینک گروپ World Bank Group

1944 کے تحت ایک عالمی بینک قائم کیا گیا۔ اس کے تحت

تین ادارے

International Bank for Reconstruction & Development

(۱) بین الاقوامی بینک

International Finance Corporation

(۲) بین الاقوامی کارپوریشن

International Development Association

(۳) بین الاقوامی ایسوسی ایشن

مقاصد: تعمیر نو اور ترقی میں مدد دینا، پرائیویٹ غیر سرمایہ کاری کو فروغ دینا، بین الاقوامی تجارت کی طویل المدت توازن ترقی میں مدد دینا، قرض فراہم کرنا، عالمی سرمایہ کاری

مقاصد: پیداواری پرائیویٹ سرمایہ کاری کی ہمت افزائی کر کے معاشی

مقاصد: پیداوار اور معیار زندگی کو آگے بڑھا کر معاشی ترقی کو تیز دینا۔

مقاصد: دنیا کے تمام ملکوں کی ترقی خوشحالی، تعزیلی اور بدحالی کے میکانزم کو مرکز کر کے ہر ممکن طریقہ اختیار کر کے اسے بیکار کرنا اور ان کی قسمت کا بلاشرکت غیر مالک بن جانا۔

International Trade Organisation

مقاصد: حقیقی آمدنی اور موثر طلب کو فروغ دینا، منصفی اور عام ترقی کو مدد دینا، تمام ملکوں کے پیداوار اور پیداواری سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنانا، محصول اور دیگر پابندیوں کو ختم کرنا، خاتمہ کرنا جو تجارت اور پیداوار اور معاشی ترقی میں حارج ہوتے ہیں، باہمی مفاہمت

اصلی مقصد: مالی یہودی نظام کی راہوں کے تمام رکاوٹوں کو دور کرنا اور غیر یہودی قوموں

GATT

مقاصد: باہمی تعاون اور مفاہمت پیدا کر کے تجارتی اور معاشی کوششوں کو اس طرح بڑھانا کہ معیار رہائش، کل روزگاری اور حقیقی آمدنی اور موثر طلب میں خوب ترقی ہو۔

اصلی مقاصد: مغربی طاقتوں اور یہودی مالی نظام کے مقابلہ کرنے والوں کی قوت کو محدود رکھنا۔

⑤ یونائٹڈ نیشنز کانفرنس آن ٹریڈ اینڈ ڈیولپمنٹ UNCTAD

مقاصد: بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینا، اقوام متحدہ کے اداروں کے ساتھ تعاون دینا اور ان کے مقاصد کی تکمیل میں مددگار ہونا، اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اقوام متحدہ کی مدد لینا۔

اصلی مقاصد: عالمی یہودی نظام کے فروغ کے لئے اقوام متحدہ اور دیگر اداروں کی مدد سے حالات استوار کرنا۔

تیسری طاقت کے شعبے

ان مذکورہ بالا اداروں کے علاوہ وہ اصل ادارے جنھیں یہودیوں کی تیسری طاقت کا پہلا شعبہ کہا گیا ہے درج ذیل ہیں:

① عظیم بینک کار Super Bankers

بنگ عظیم اول کے بعد دنیا کی مالیاتی زبدہ عالمی نیویارک ہو گیا۔ اور وہیں سے دنیا کے سارے مالیاتی کاروبار ہوتے ہیں۔ وہاں پانچ بڑے بینک کار ہیں جو سب کے سب یہودی ہیں اور ان کی طاقت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ امریکہ کی تین چوتھائی دولت اور تجارت کے وہ مالک ہیں۔ وہی ساری دنیا کے تمام ملکوں میں دولت کی فراہمی کے پیچھے ہیں۔ وہ عظیم بینک کار درج ذیل ہیں:

① چیز مین ہٹن	The Chase Manhattan
② سٹی بینک	The Citi bank
③ بینک آف امریکہ	The Bank of America
④ مینوفیکچررس ہنوور	Manufacturers Hanover

③ جے پی مارگن J.P.Morgan

④ بینکرس ٹرسٹ Bankers Trust

⑤ کیمیکل Chemical

⑥ فرسٹ شکاگو 1st Chicago

⑦ عالمی بازار Global Market Place

② دراصل سرمایہ اور قرض کی عالمی منڈی کا نام ہے۔ جہاں دو طرح کے بازار ہوتے ہیں یعنی۔

Money Market

Discount Market

اس کی سب سے بڑی منڈی لندن اور نیویارک میں اور ان دونوں جگہوں پر یہودیوں کا مکمل قبضہ ہے۔ ساری دنیا کے مالی نظام اور ملکوں کی ساکھ اس بازار سے منسلک ہے۔

③ سوپر کمپیٹرس Super Competitors

یہ کوئی ادارہ نہیں بلکہ سرمایہ کاری کی ایک نئی قسم ہے۔ جس کے جال میں تمام عرب ممالک کو پھانسا جاتا ہے۔ اس میں تین طبقوں سے کوئی کام ہوتا ہے:

Bankers ① عالمی مالی قرض دینے والے ادارے

Multinational ② عالمی بین الاقوامی کمپنیاں

Poor/Developing Countries ③ غریب ممالک / ترقی پذیر ممالک

ثمن اصلی کے اسلامی نظام کا مکمل انہدام:

مکمل انہدام: زرِ خلقی اور ثمنِ حقیقی یا تبادلہ مال بہ مال کے تعلق سے یہودیوں کی کوشش ہے کہ اس کا دنیا سے کلی طور پر خاتمہ کر دیا جائے۔ وہ بڑی حد تک اس میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں۔ اس کا موقع نہیں کہ یہ بتایا جائے کہ زرِ خلقی اور ثمنِ حقیقی کے انہدام سے کس طرح نظامِ ٹیلانی کا خلیہ ہو جائے گا۔ لہٰذا صرف اتنی بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ یہودی اس بات میں تقریباً کامیاب ہو گئے ہیں کہ نظامِ حلال و حرام کی بنیادی باتوں میں سے ایک یعنی نظامِ تبادلہ کا ہی خاتمہ کر دیں یعنی ان اصولیات کا قلع قمع کر دیں جس پر شریعت قائم ہے۔

چنانچہ وہ اس کی کوشش انیسویں صدی کے اوائل سے ہی کر رہے تھے۔ بہرحال انھوں نے صورتِ حال اتنی ابتر کر دی کہ 1930 کی دہائی میں وہ دنیا سے Gold Standard کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

دوسرے مرحلے میں انھوں نے 1944 میں IMF کا قیام کیا اور ملکی Gold Standard کا خاتمہ کرنے کے بعد اسے صرف عالمی تبادلہ پر IMF میں باقی رکھا۔ لیکن 1972 میں یہ سال شرحِ تبادلہ (Floating Exchange Rate) کے ذریعہ اس کا بھی خاتمہ کر دیا گیا۔ اور اب اس کی توسیع اس طرح کی جا رہی ہے کہ سارے عالم کے ایک ایک فرد کی دولت سمٹ کر چار پانچ یہودیوں کے ہاتھوں میں چلی آئے اور سارا عالم ہوائی سائقہ پر اور محض ان کے رحم و کرم پر زندگی گزارے۔ بالکل معمولی سطح پر Credit Card and Cheque Cards کا استعمال اسی کی ایک ابتدائی شکل ہے۔

اب اس صدی کے ختم ہوتے ہوتے ان کی کوشش ہے کہ IMF اور W.B کا خاتمہ کر کے یا تو ایک واحد ادارہ قائم کر دیا جائے یا ان دونوں کو ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں تین زبردست سفارشات اور ایک تجزیہ آ چکے ہیں۔ دو سفارشات تو درج ذیل ہیں:

①

Recommendation of the Common Wealth Study Group (Towards a new Bretton Woods 1983)
Recommendation of the Atlantic Council Working Group on the United Nations
(The future of the U.N: A strategy for like minded nations - 1977)
The International Monetary system : Progress and prospects by Atlantic Group

② Sister in the Woods : The Economist A Survey of the IMF and the World Bank Oct. 1991

تو گویا اس تبدیلی کے بعد جو عنقریب آنے ہی والی ہے صورتِ حال یہ ہو جائے گی کہ دنیا میں یہودیوں کی ایک براہِ راست حکومت قائم ہو گی جس کے دو شعبے ہوں گے۔

① [illegible] جس کے ہاتھوں میں دنیا کی تمام سیاسی اور عسکری قوت ہوگی۔
② [illegible] جس کے ہاتھوں میں دنیا کی تمام مالی قوت ہوگی۔

عالم اسلام کی مالی صورت حال:

عالم اسلام کی مالی صورت حال کیسی ہے یہ ایک طویل بحث کا موضوع ہے۔ لہٰذا اختصار کے لئے ہم [illegible] کے استعمال سے اسلامی ملکوں کی درجہ بندی کرتے ہیں۔

① [illegible] UNCTAD کی تعریف اور درجہ بندی

[illegible] پانچ درجے ہیں:

[illegible] ترقی یافتہ ممالک: ان میں ۳۶ ممالک ہیں جن میں مسلم ممالک: افغانستان، [illegible]، بینن، چاڈ، کوموروز، جبوتی، ارٹیریا، گامبیا، گنی، گنی بساؤ، ملاوی، مالدیپ، [illegible]، نائجر، سیرالیون، صومالیہ، سوڈان، تنزانیہ، یوگانڈا، یمن ہیں۔

[illegible] ترقی یافتہ سوشلسٹ ممالک: ان میں تمام دو مسلم ممالک ہیں جو اب تک کمیونسٹ ملکوں میں شامل تھے۔ البانیہ، سوویت روس کے اندر کے تمام مسلم ممالک۔

[illegible] تیل برآمدی ترقی پذیر ممالک: اکثر و بیشتر مسلم ممالک اسی درجے میں ہیں۔

[illegible] تیل درآمدی ترقی پذیر ممالک: اس میں مصر، ملائشیا، شام، تیونس ہیں۔

[illegible] ترقی یافتہ ممالک: اس میں تمام OECD اور G-7 ہیں۔ کوئی مسلم ملک اس میں شامل نہیں

② مالیاتی فنڈ اور عالمی بینک کی تعریف اور درجہ بندی IMF & W.B

ان کے پانچ درجے ہیں:

① کم آمدنی والے ترقی پذیر ممالک: ہر وہ ملک جس کی P.C.I 410 $ سے کم ہو۔

② درمیانی آمدنی والے ترقی پذیر ممالک: جس کی آمدنی P.C.I 410 $ یا اس سے زیادہ

③ تیل برآمد کرنے والے ممالک: اس میں الجیریا، انڈونیشیا، ایران، عراق، کویت، لیبیا، نائجیریا، عمان، قطر، سعودی عرب، امارات ہیں۔

④ غیر تیل برآمدی ترقی پذیر ممالک: ۳ کے علاوہ تمام ترقی یافتہ ممالک۔

⑤ صنعتی ممالک: اس میں کوئی مسلم ملک نہیں۔

اکثر مسلم ممالک ۱، اور ۳ میں ہیں۔ ۲ اپنی صورت سے بالکل الگ ہے۔

③ O.E.C.D تعریف:

اس کے تین درجے ہیں:

① نئے ترقی پذیر ممالک: اس میں کوئی مسلم ملک نہیں۔

② غیر تیل برآمدی ترقی پذیر ممالک: اکثر مسلم ممالک اس درجے میں ہیں۔

③ ترقی یافتہ ممالک: اس میں کوئی مسلم ملک نہیں۔

④ اس کے علاوہ پانچ اور تعریفات اور درجے ہیں۔

① تیل برآمد ممالک: الجیریا، گابون، انڈونیشیا، ایران، عراق، کویت، لیبیا، نائجیریا، قطر، سعودی عرب، امارات، اس میں مسلم ہیں۔

④ O.E.C.D Organisation of Economic Co-operation and Development

اس میں صرف ایک مسلم ملک برائے نام شامل ہے۔ یعنی ترکی۔

② گروپ ۱۰۔ Group of 10

اس میں کوئی مسلم ملک شریک نہیں ہے۔

③ گروپ آف ۵ Group of 5

اس میں کوئی مسلم ملک نہیں۔

⑤ گروپ آف ۲۴ Group of 24

اس میں ایشیا، افریقہ اور وسطی اور جنوبی امریکہ کے آٹھ آٹھ ملک شامل ہیں۔ جن میں مسلم ممالک: الجیریا، مصر، گابون، نائجیریا، ایران، لبنان، پاکستان، شام اور اب انڈونیشیا شامل ہے۔

جہاں تک عالمی بینک کی روداد کا سوال ہے تو وہ ایک باضابطہ سند یافتہ ادارہ ہے جس سے عالمی طور پر ملکوں کی مالی حالت کا اندازہ ہوتا ہے اس کی ۱۹۹۱ کی رپورٹ کے مطابق مسلم ملکوں کی صورت حال درج ذیل ہے۔

① IMF میں مسلم ملکوں کا ووٹنگ کوٹہ اور اس کی فیصد:

(ب) کل فیصد کا کتنے حصوں کا

98.90%

(ب) اس میں خالص مغربی ملکوں کا کوٹہ ہے 35.89%

(ج) مغربی ملکوں کے آپریٹر اور مجموعہ ملکوں کا کوٹہ (علاوہ مسلم ممالک) ہے 41.88%

(د) گویا کل مغربی یہودی کوٹہ تقریباً ہے 80.00%

(ہ) مسلم ممالک کا ووٹنگ کوٹہ

بشمول ۲ عرب سعودی کوٹہ کے ہے 14.88%

تمام Appointed ۲ ڈائرکٹروں میں صرف ایک مسلمان ہے جو سعودی عرب سے آتا ہے۔

۱۶ Elected ڈائرکٹروں میں تین مسلمان ہیں جو بیسیا ملیشیا، مراکش، اور انڈونیشیا کے ہیں۔ یہ اتفاقی امر ہے ورنہ یہاں تعداد کم بیش ہو سکتی ہے۔

مابعد جنگ خلیج: جنگ خلیج کے بعد سعودی عرب کی مالی صورت حال نہایت متزلزل ہو گئی ہے۔ گزشتہ سال سعودی عرب نے تقریباً ۳۰ بلین ڈالر قرض لئے ہیں۔ ہر چند کہ حکومت سعودیہ کا کہنا ہے کہ یہ سارے قرض بیرونی نہیں بلکہ اندرونی ہیں ۔ تاہم ۲۰ تا ۳۰ بلین سالانہ Net Income کے ملک کے لئے یہ قرض اسے اگر موجودہ صورت حال برقرار رہی تو پچاس سال سے زیادہ عرصے تک مقروض رکھے گا۔

ترکی میں قائم OIC کی مالیاتی کمیٹی کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق مسلم ملکوں پر بیرونی (یہودی) قرض کا بوجھ بیش از بیش ہوتا جا رہا ہے۔ پوری دنیا پر جو بیرونی (یہودی) قرض واجب ہے اس کا تیس فیصد تنہا مسلم ملکوں پر ہے۔

قرض کی اس رقم کی صورت حال درج ذیل ہے:

1987.	354.50 Billion Dollar
1988.	369.50 Billion Dollar
1989.	338.10 Billion Dollar
1990.	353.10 Billion Dollar

گزشتہ دونوں قسطوں کی بروقت ادائیگی نہ کرنے کی بنا پر IMF نے سوڈان کی رکنیت معطل کر دی ہے۔ IMF کے مطابق بہت دنوں سے قرض ادا نہ کرنے والے ملکوں میں چار مسلم ممالک ہیں۔

①	سیرالیون	1987 January 72.4 Million Dollar
②	(کسی دوسرے میں الاٹمنٹ)	1985 Jandary 316.3 Million Dollar
③	صومالیہ	1987 July 118.4 Million Dollar
④	سوڈان	1984 July 926.3 Million Dollar

جنگ خلیج کے بعد مسلم ملکوں کی قوت مدافعت بالکل ٹوٹ چکی ہے۔ اور یہودی سرکاری و غیر سرکاری مالیاتی اداروں کے دباؤ کے سبب انہیں مجبور ہو کر Privatisation کو قبول کرنا پڑا جو دراصل ملک کے تمام معاشی کاروبار کو یہودی بینکاروں، ملٹی نیشنل کارپوریشنوں اور Money Market & Discount Market کی براہ راست تحویل میں دینے کے مترادف ہے چنانچہ عنقریب تمام مسلم ملکوں میں تمام معاشی کاروبار یہودیوں کے ہاتھوں میں چلے جانے والے ہیں اور وہ اجرتوں کی اجارہ داری قائم کرنے والے ہیں۔ یعنی ٹریڈ و فروغ تک دونوں بازاروں میں ان کی Monopoly اور Monopsony قائم ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمام مسلم ملکوں کی ساری عوام غلام اور نیم معاصر دوروں کی طرح ہو جائیں۔

حل: سوال ہے تو عصری نظام میں اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ بلکہ اگر عصری نظام کے ساتھ ہم چلتے رہے تو جو گھڑی کل آنے والی ہے وہ آج آ جائے گی۔

چہاں تک اس عظیم یہودی مالی فتنہ اور ان کے مظالم سے بچنے کے راستوں کا

اس کا حل صرف اور صرف اسلامی نظام کی طرف سنجیدگی اور پوری دیانتداری کے ساتھ لوٹنے میں ہے اور اس کی کلید درج ذیل آیات قرآنیہ میں ہے۔

① جوہری صلاحیت
② ترسیلی صلاحیت
③ مواصلاتی صلاحیت
④ دارالاسلام کے استحکام کی طرف پیشقدمی۔ ولایت کا آغاز۔
⑤ کلی اقتصادی مقاطعہ، نظام سود کا کلی خاتمہ۔

① یایھا المدثر ○ قم فانذر ○ وربک فکبر ○ وثیابک فطھر ○ و
الرجز فاھجر ○ ولا تمنن تستکثر ○ ولربک فاصبر ○ (المدثر)

② یایھا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم
انزلنا الکتاب ——— (بقرہ: ۲۶۷ - ۲۷۹)

③ یایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام
بعد عامھم ھذا وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء۔
ان اللہ علیم حکیم ○ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاٰخر ولا یحرمون
ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا
الکتٰب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صٰغرون ○ (توبہ: ۲۸-۲۹)

④ یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰبآءکم . . . . فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ
واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین ○ ——— (توبہ: ۲۳)

⑤ ان الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم . . . . .
بکل شئ علیم ○ ——— (انفال: ۷۲-۷۵)

⑥ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوٰ . . . . فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ . . . .
فانظروا ——— (بقرہ: ۲۷۹)

عمل کی شکل:

کلی انقطاع کی کوشش

① نظام دارالاسلام کا قیام ——— خلافت کا قیام
② نظام حلال وحرام کا قیام ——— اجتماعی قیام

③ طریقہ کار

① دس سالوں تک بظاہر Status Quo کو قائم رکھنا۔
② عسکری پیداوار کے صوری آلات کو برقرار رکھنا